﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ☆ ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۲۴ رنومبر ۲۰۰۰ء شمارہ ۴۷

۲۷ رشعبان ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۲۴ رنبوت ۱۳۷۹ ہجری شمسی

روزہ اور جھوٹ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ"

(بخاری کتاب الصوم،باب من لم یدع قول الزور والعمل به فی الصوم).

یعنی جو شخص روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مومن جب خدا سے محبت کرتا ہے تو الٰہی نور کا اس پر احاطہ ہو جاتا ہے۔ بشریت تو ہوتی ہے مگر وہ الوہیت کے رنگ کے نیچے متواری ہو جاتی ہے۔ یہی وہ امتیاز ہے جو اس کو کروڑ ہا مخلوق کی روحانی تربیت کا کفیل بنا دیتا ہے

"متکلم کے قدر کے موافق اس کے کلام میں ایک عظمت اور ہیبت ہوتی ہے۔ دیکھو دنیاوی حکام کے سامنے جاتے وقت بھی ایک تکلیف اور رعب ہوتا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ ان کے ہاتھ میں قلم ہے۔ اسی طرح پر جو لوگ یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ مومن کے ساتھ خدا ہے وہ اس کی مخالفت چھوڑ دیتے ہیں اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو تنہا بیٹھ کر اس پر غور کرتے ہیں اور مقابلہ کر کے سوچتے ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہوتا ہے کہ واقفِ راہ اور روشنی والے کے لئے دوسرے تابع ہو جاویں اور یہی حدیث اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ کا منشاء اور مفہوم ہے۔ یعنی جب مومن کچھ بیان کرے تو خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ وہ جو کچھ بولتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بولتا ہے۔

مدعا یہ ہے کہ مومن جب خدا سے محبت کرتا ہے تو الٰہی نور کا اس پر احاطہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ وہ نور اس کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے اور اس کی بشریت کو ایک حد تک بھسم کر جاتا ہے جیسے آگ میں پڑا ہوا لوہا ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ عبودیت اور بشریت معدوم نہیں ہو جاتی۔ یہی وہ راز ہے جو قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکہف:۱۱۱) کی تہ میں مذکور ہے۔ بشریت تو ہوتی ہے مگر وہ الوہیت کے رنگ کے نیچے متواری ہو جاتی ہے۔ اور اس کے تمام قویٰ اور اعضاء الٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہو کر اس کی خواہشوں کی تصویر ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وہ امتیاز ہے جو اس کو کروڑ ہا مخلوق کی روحانی تربیت کا کفیل بنا دیتا ہے اور ربوبیت تامہ کا ایک مظہر قرار دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کبھی بھی ایک نبی اس قدر مخلوقات کے لئے ہادی اور رہبر نہ ہو سکے۔

چونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کُل دنیا کے انسانوں کی روحانی تربیت کے لئے آئے تھے اس لئے یہ رنگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بدرجہ کمال موجود تھا۔ اور یہی وہ مرتبہ ہے جس پر قرآن کریم نے متعدد مقامات پر حضورؐ کی نسبت شہادت دی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مقابل اور اسی رنگ میں آنحضرت ﷺ کی صفات کا ذکر فرمایا ہے۔ ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۸)۔ اور ایسا ہی فرمایا ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (الاعراف:۱۵۹)۔ قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اُمّی فرمایا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا آپؐ کا کوئی استاد نہ تھا۔ مگر بایں ہمہ کہ آپؐ اُمّی تھے حضور کے دین میں اُمِّيُّوْنَ اوسط درجہ کے آدمیوں کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے فلاسفروں اور عالموں کو بھی کر دیا۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا کے معنے نہایت ہی لطیف طور پر سمجھ میں آ سکتے ہیں۔ جَمِيْعًا کے دو معنے ہیں۔ اول تمام بنی نوع انسان یا تمام مخلوق۔ دوم تمام طبقہ کے آدمیوں کے لئے یعنی متوسط، ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ کے فلاسفروں اور ہر ایک قسم کی عقل رکھنے والوں کے لئے۔ غرض ہر عقل اور ہر مزاج کا آدمی مجھ سے تعلق کر سکتا ہے۔

قرآن کریم کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اُسی اُمّی نے کتاب اور حکمت ہی نہیں بتلائی بلکہ تزکیۂ نفس کی راہوں سے واقف کیا اور یہاں تک کہ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلہ:۲۳) تک پہنچا دیا۔ دیکھو اور پُر غور نظر سے دیکھو کہ قرآن شریف ہر طرز کے طالب کو اپنے مطلوب تک پہنچاتا اور ہر راستی اور صداقت کے پیاسے کو سیراب کرتا ہے۔ لیکن خیال تو کرو کہ یہ حکمت اور معرفت کا دریا، صداقت اور نور کا چشمہ کس پر نازل ہوا؟ اسی محمد رسول اللہ ﷺ پر جو ایک طرف تو اُمّی کہلاتا ہے اور دوسری طرف وہ کمالات اور حقائق اس کے منہ سے نکل رہے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر پائی نہیں جاتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ تا لوگ محسوس کریں کہ اللہ تعالیٰ کے تعلقات انسان کے ساتھ کہاں تک ہو سکتے ہیں؟ ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تعلقات بہت نازک درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ مقربین سے الوہیت کا ایسا تعلق ہو جاتا ہے کہ مخلوق پرست انسان ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں۔ یہ بالکل درست اور صحیح ہے کہ ؎ مردان خدا، خدا نباشند ☆ لیکن ز خدا جُدا نباشند۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ بغیر دعاؤں کے بھی ان کی امداد کرتا ہے"۔ (ملفوظات جلد اول، طبع جدید. صفحہ ۷۶،۷۷)

سرائے سدھو ضلع خانیوال (پاکستان) میں احمدی مسلمانوں کے خلاف انتہائی ظالمانہ کارروائی

تبلیغ کے جرم میں تین احمدی گرفتار۔ مزید تین احمدیوں کو ناحق قتل کے مقدمہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ تھانہ میں پولیس کا ظالمانہ تشدد

(پریس ڈیسک):۔ جماعت احمدیہ سرائے سدھو ضلع خانیوال میں تین احمدی مسلمانوں ماسٹر عبدالسمیع صاحب، بشیر احمد صاحب ولد غلام قادر صاحب اور محمد اسمعیل صاحب ولد بشیر احمد صاحب کے خلاف ۲۴ راگست ۲۰۰۰ء کو زیر دفعہ 298/C تعزیرات پاکستان تھانہ سرائے سدھو میں ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ نمبر ۳۳۶ ایک مخالف سلسلہ محمد بلال عرف بگو ولد غلام سرور سکنہ چک محسن شاہ تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال کی درخواست پر درج کیا گیا جس میں لکھا گیا کہ مذکورہ بالا تینوں احمدی علاقہ میں اکثر و بیشتر قادیانیت کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں لہذا ان کے خلاف فوری طور پر قانونی کارروائی کی جائے۔

اس مقدمہ کی تفصیلات کے مطابق ماسٹر عبدالسمیع صاحب نے مورخہ ۱۷ راگست ۲۰۰۰ء کو اپنے گھر میں دعوت الی اللہ کی ایک میٹنگ بلائی۔ اس موقع پر ایک مخالف محمد بلال عرف بگو بھی میٹنگ میں آ گیا اور آتے ہی بزرگان سلسلہ کے خلاف شرانگیز زبان استعمال کی اور اجلاس میں موجود احمدیوں سے کہا کہ تمہاری داڑھیاں شیطانوں جیسی ہیں۔ ماسٹر عبدالسمیع صاحب نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ غصے میں اٹھ کر مجلس سے چلا گیا اور مورخہ ۱۸ راگست کو تھانہ میں تین احمدیوں کے خلاف مقدمہ قائم کرنے کی درخواست دے دی۔ ادھر تقریباً ۲۰۰ مولویوں نے تھانہ میں جمع ہو کر انچارج پولیس سٹیشن پر قانونی کارروائی کرنے کے

لئے دباؤ ڈالا۔ انچارج پولیس سٹیشن نے فریقین کی بات سنی اور کہا کہ وہ دوبارہ ۲۵؍اگست کو تھانہ میں آئیں۔

مورخہ ۲۵؍اگست بروز جمعہ سپاہ صحابہ اور مجلس ختم نبوت کے وفد ملتان اور گردونواح کے علاقوں سے سرائے سدھو پہنچنا شروع ہوگئے۔ خطبہ جمعہ خادم حسین جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ نے دیا اور احمدیت کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔ علاوہ ازیں مختلف مساجد سے یہ اعلان بھی ہوتے رہے کہ سب لوگ ناموس رسالت کی خاطر تھانہ کا رخ کریں۔ چنانچہ تقریباً چار صد افراد تھانہ میں جمع ہوگئے۔ اس روز انچارج تھانہ موجود نہ تھے اسلئے ماتحت عملہ نے ڈی ایس پی پولیس کبیر والا کو بذریعہ وائرلیس صورت حال سے آگاہ کیا۔ ڈی ایس پی نے موقعہ پر پہنچ کر مولویوں کو یقین دلایا کہ احمدیوں کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے گا۔ اس طرح دباؤ میں آکر پولیس نے تینوں احمدیوں کے خلاف زیر دفعہ 298/C تعزیرات پاکستان ۲۹؍اگست ۲۰۰۰ء کو مقدمہ درج کرلیا۔ ملزمان کی ضمانت قبل از گرفتاری کے لئے سیشن کورٹ خانیوال میں درخواست دی گئی جو ۸؍ستمبر ۲۰۰۰ء کو مسترد ہوگئی اور متذکرہ بالا تینوں احمدیوں کو گرفتار کرلیا گیا۔

مزید تشویشناک واقعات

مورخہ ۱۱؍، ۱۲؍ستمبر ۲۰۰۰ء کی درمیانی رات کو کسی نامعلوم شخص نے مدعی مقدمہ محمد بلال بگو کو اس کے گھر سوتے ہوئے کلہاڑیوں کی مدد سے قتل کردیا۔ پولیس نے احمدیوں پر شبہ کا اظہار کیا اور مورخہ ۱۲؍ستمبر ۲۰۰۰ء کو مزید تین احمدیوں اشفاق احمد صاحب ولد بشیر احمد صاحب، رفیق احمد صاحب برادر ماسٹر عبدالسمیع صاحب اور سعید احمد صاحب ولد بشیر احمد صاحب کو قتل کے کیس میں گرفتار کرلیا اور تھانہ لے جاکر ان پر ظالمانہ تشدد کیا۔ پولیس اور مولویوں نے مل کر دو تین دن گاؤں کی ناکہ بندی کئے رکھی اور کسی احمدی کو گاؤں سے نکلنے نہیں دیا۔

تین دن کے بعد مکرم ماسٹر عبدالسمیع صاحب کی اہلیہ اور ان کی ہمشیرہ کسی طرح چھپ کر گاؤں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوگئیں اور مورخہ ۱۵؍ستمبر ۲۰۰۰ء کو جماعت احمدیہ خانیوال کو صورت حال سے آگاہ کیا۔

معلوم ہوا ہے کہ پولیس نے سخت ظالمانہ جسمانی تشدد کرکے اشفاق احمد جس کی عمر ۱۸ سال ہے کو مجبور کیا کہ وہ اس جرم کا اقرار کرے جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ نہایت خوفناک تشدد کے نتیجہ میں جبراً اقبال جرم کروانے کے بعد پولیس اسے گھر لے آئی اور آلہ قتل مانگا۔ اس نے گھر میں موجود ایک کلہاڑی پولیس کے حوالے کردی۔ چونکہ یہ کلہاڑی ناکارہ قسم کی تھی اس لئے پولیس نے اس پر مزید تشدد کیا اور کہا کہ اعلیٰ کلہاڑی مہیا کرو۔ رات کو پولیس سب ملزمان کو گاؤں جائے وقوع پر لائی اور زبردستی ان کے قدم لگوائے اور پھر پیدل چلا کر ان کو ان کے گھروں میں لے گئی جہاں سے تھوڑی دیر بعد ان کو حوالات منتقل کردیا گیا۔ دوسری صبح پولیس نے کتے منگوا کر ملزمان کے قدموں کی مٹی ان کو سونگھائی اور کتے ان کو احمدیوں کے گھروں تک لے گئے اس طرح ظاہر کیا گیا کہ گویا کتوں کی مدد سے پولیس نے قاتلوں کو پکڑا ہے۔

احباب جماعت سے نہایت دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے متواتر دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ظالم دشمنوں کی جلد عبرتناک گرفت فرمائے اور معصوم احمدیوں کو ان کے ہر قسم کے شر اور بدارادوں سے محفوظ رکھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِی نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

ایک الہامی دعا

"یَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَآئِی وَمَزِّقْ اَعْدَآئَكَ وَ اَعْدَآئِیْ وَاَنْجِزْ وَعْدَكَ وَانْصُرْ عَبْدَكَ وَاَرِنَا اَیَّامَكَ وَ شَھِّرْ لَنَا حُسَامَكَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِیْنَ دَیَّارًا"۔ (تذکرہ صفحہ ۵۰۹)

اے میرے رب! میری دعا کو سن اور اپنے اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے اور اپنا وعدہ پورا فرما اور اپنے بندے کی مدد فرما۔ اور ہمیں اپنے (وعدوں کے) دن دکھا اور اپنی تلوار ہمارے حق میں سونت لے اور شریر کافروں میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

وصیت سے ایمانی ترقی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: "جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہئے کہ وصیت کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم اردو کلام میں سے

بعض منتخب دعائیہ اشعار

سخت شورے او فتاد اندر زمیں
رحم کن برخلق اے جاں آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام

اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن
پھر بہار دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن

درود اور اتباع رسول قبولیت دعا کے ذرائع ہیں

(سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

روزوں کی فضیلت اور فوائد

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۸۴ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

))روزوں کی فضیلت اور اس کے فوائد پر لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔

مثلاً ایک معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تاکہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، جو بھوک اور پیاس کی تکلیف کو برداشت کرتی رہی ہیں۔ جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں ہے جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔ غرض اگر اسلام میں روزے نہ ہوتے تو باقی مسلمان دوسری قوموں کے سامنے ہدف ملامت بنے رہتے۔ عیسائی کہتے یہ بھی کوئی مذہب ہے اس میں روزے تو ہیں نہیں جن سے قلوب کی صفائی ہوتی ہے۔ جن کے ساتھ روحانی ساکھ بیٹھتی ہے، جن کے ذریعہ انسان بدی سے بچتا ہے۔ یہودی کہتے کہ ہم نے سینکڑوں سال روزے رکھے لیکن مسلمانوں میں روزے نہیں۔ اسی طرح زرتشتی، ہندو اور دوسری سب قومیں کہتیں، اسلام بھی کوئی مذہب ہے، اس میں روزے نہیں۔ ہم روزے رکھتے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ کو خوش کرتے ہیں۔ غرض ساری دنیا مسلمانوں کے مقابلہ میں آ جاتی اور کہتی مسلمانوں میں روزے کیوں نہیں۔ پس فرمایا اے مسلمانو! ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم دشمن کے اعتراضات سے بچ جاؤ۔ اگر اسلام میں روزہ نہ ہوتا یا تم روزے نہ رکھتے تو غیر مذاہب والے تم پر جائز طور پر اعتراض کرتے اور تم ان کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتے۔

﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ ہو جاتا ہے کیونکہ اِتِّقَاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا، وقایہ بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا۔

پس اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو۔

ضعف دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ انسان کو کوئی شر پہنچ جائے اور دوسرے یہ کہ کوئی نیکی اس کے ہاتھ سے جاتی رہے جیسے کسی کو کوئی مار بیٹھے یہ بھی ایک شر ہے۔ اور یہ بھی ایک شر ہے کہ کسی کے ماں باپ اس سے ناراض ہو جائیں۔ حالانکہ اگر کسی کے والدین ناراض ہو کر اس کے گھر سے نکل جائیں تو بظاہر اس کا کوئی نقصان نظر نہیں آتا بلکہ ان کے کھانے کا خرچ بچ سکتا ہے لیکن ماں باپ کی رضامندی میں ایک خیر اور برکت ہے اور جب وہ ناراض ہو جائیں تو انسان ایک خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ اِتِّقَاء ان دونوں باتوں پر دلالت کرتا ہے اور مُتّقی وہ ہے جسے ہر قسم کی خیر مل جائے اور ہر قسم کی ذلت اور شر سے محفوظ رہے۔ اس سے آگے پھر شر کا دائرہ بھی ہر کام کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص گاڑی میں سفر کر رہا ہے تو اس کا شر سے محفوظ رہنا یہی ہے کہ اسے کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ اور وہ بحفاظت منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اسی طرح روزے کے سلسلہ میں بھی ایسے ہی خیر و شر مراد ہو سکتے ہیں جن کا روزے سے تعلق ہو۔ روزہ ایک دینی مسئلہ ہے یا بلحاظ صحت انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔

پس ﴿لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے یہ معنی ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں۔

آج کل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور اُن سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔ بعض نادان اس خیال میں اس حد تک ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں جس دن ہم زائد مواد کو فنا کرنے میں کامیاب ہو گئے اس دن موت بھی دنیا سے اٹھ جائے گی۔ یہ خیال اگرچہ احمقانہ ہے تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے۔ مَیں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بیشک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تازگی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے۔ مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور ان کی دعائیں سنتا ہوں۔ **پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے۔**

پس روزے کے ذریعہ دکھوں سے انسان اس طرح بھی بچتا ہے کہ (۱) جب وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے لئے تکلیف میں ڈالتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کی سزا سے اسے بچا لیتا ہے۔ (۲) جب وہ فاقے رہ کر بھوک کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اپنے غریب بھائیوں کی خبر گیری کرتا ہے اور ان کا ہلاکت سے بچنا خود اسے بھی ہلاکت سے بچا لیتا ہے۔ کیونکہ بعض افراد قوم کے بچنے سے آخر ساری قوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں، دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کا حق انہی کو ہے جن کو وہ چیزیں دی گئی ہیں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے۔ اور رمضان میں اس کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے، کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں مگر حکم یہ ہے کہ دوسروں کو ان سے فائدہ پہنچاؤ اور کھلاؤ۔ کیونکہ اس سے دنیا کے تمدن کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔

پھر روزوں کے ذریعہ انسان ہلاکت سے اس طرح بھی محفوظ رہتا ہے کہ روزے انسان کے اندر مشقت برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے عادی ہوں وہ مشکلات کے آنے پر ہمت نہیں ہارتے بلکہ دلیری سے ان کا مقابلہ کرتے اور کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

دنیوی گورنمنٹوں میں بھی ایک ریزرو فوج ہوتی ہے جو سال میں ایک یا دو مہینے کام کرتی ہے۔ اور جب جنگ کا موقعہ آتا ہے تو چونکہ اس کو مشق کروائی ہوئی ہوتی ہے اس لئے فوراً اسے بلا لیا جاتا ہے۔ چونکہ عام طور پر تمام مسلمان بارہ مہینے کے روزے نہیں رکھتے اور نہ ہی تہجد پڑھتے ہیں اس لئے رمضان میں خصوصیت کے ساتھ ہدایت فرما دی کہ تمام مسلمان اس ماہ میں روزوں کی مشق کریں۔ جس طرح وہ فوج جو مشق کرتی رہتی ہے دشمن کی فوج سے شکست نہیں کھاتی اسی طرح جس قوم کے لوگ متقی اور نیک ہوتے ہیں شیطان کی مجال نہیں ہوتی کہ ان کو زک دے سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک تمام مسلمان روحانی سپاہی تھے شیطان نے ان پر کوئی حملہ نہیں کیا لیکن جب خال خال رہ گئے تو اس وقت ان پر حملہ کیا گیا اور شیطان نے ان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈال کر ان کو تباہ کر دیا۔

پس روزے قوم میں قربانی کی عادت پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں۔ دین کی خدمت کے لئے بالعموم مومنوں کو گھروں سے نکلنا پڑتا ہے اور تبلیغی جہاد میں کھانے پینے کی تکالیف کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غرباء کو تو ایسی تکالیف برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے مگر امراء کو اس کی عادت نہیں ہوتی۔ پس روزوں کے ذریعہ ان کو بھی بھوک اور پیاس کی برداشت کی مشق کرائی جاتی ہے تاکہ جس دن خدا تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے کہ اے مسلمانو! آؤ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو تو وہ سب اکٹھے اٹھ کھڑے ہوں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں بغیر کسی قسم کا بوجھ محسوس کئے اپنے آپ کو پیش کر دیں۔

پس روزوں کا یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کو نیکی کے لئے مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔

انسان دنیا میں کئی قسم کے کام کرتا ہے۔ وہ محنت مشقت بھی کرتا ہے، وہ آوارگی بھی کرتا ہے، وہ ادھر ادھر بھی پھرتا ہے، وہ گپیں بھی ہانکتا ہے۔ بالکل فارغ نہ انسانی دماغ رہتا ہے نہ اس کا جسم۔ کچھ نہ کچھ کام انسان ضرور کرتا رہتا ہے۔ مگر بعض لغو کام ہوتے ہیں۔ بعض مضر اور بعض مفید اور بعض بہت ہی اچھے۔ لیکن رمضان انسان کو ایک ایسے کام کی عادت ڈالتا ہے جس کے نتیجہ میں اسے نیک کاموں میں مشقت برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ انسانی زندگی کی راحت اور آرام کی چیزیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کھانا پینا سونا اور جنسی تعلقات۔ تمدن کا اعلیٰ نمونہ جنسی تعلقات ہیں جن میں دوستوں سے ملنا اور عزیزوں سے تعلقات رکھنا بھی شامل ہے۔ مگر جنسی تعلقات میں سب سے زیادہ قریبی تعلق میاں بیوی کا ہے۔ پس انسانی آرام انہی چند باتوں میں مضمر ہے کہ وہ کھاتا ہے، وہ پیتا ہے، وہ سوتا ہے اور وہ جنسی تعلقات قائم کرتا ہے۔ کسی صوفی نے کہا ہے کہ تصوف کی جان کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا ہے اور رمضان اس تصوف کی ساری جان کا نچوڑ اپنے اندر رکھتا ہے۔ کم سونا آپ ہی اس میں آ جاتا ہے کیونکہ رات کو تہجد کے لئے اٹھنا پڑتا ہے۔ کم کھانا بھی ظاہر بات ہے کیونکہ سارا دن فاقہ کرنا پڑتا ہے۔ اور جنسی تعلقات کی کمی بھی ظاہر ہے۔ پھر کم بولنا بھی رمضان میں آ جاتا ہے۔ اس لئے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا:

روزہ یہ نہیں کہ انسان اپنا منہ کھانے پینے سے بند رکھے بلکہ روزہ یہ ہے کہ تُو لغو باتیں بھی نہ کرے۔

پس روزہ دار کے لئے بیہودہ باتوں سے بچنا، لڑائی جھگڑے سے بچنا اور اسی طرح کی اور لغو باتوں سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ اسی طرح کم بولنا بھی رمضان میں آ گیا۔ گویا کم بولنا، کم سونا اور جنسی تعلقات کم کرنا یہ چاروں باتیں رمضان میں آ گئیں۔ اور یہ چاروں چیزیں نہایت ہی اہم ہیں اور انسانی زندگی کا ان سے گہرا تعلق ہے۔ پس جب ایک

روزہ دار ان چاروں آرام و آسائش کے سامانوں میں کمی کرتا ہے تو اس میں مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ زندگی کے ہر دور میں مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتا اور کامیابی حاصل کرتا ہے۔

پھر لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں ایک اور فائدہ یہ بتایا کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے۔ اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔ اسی طرح گناہوں سے انسان اس طرح بچ جاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن کچھ نہ کھائے اور نہ پئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچالیتا ہے۔

پھر لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کی روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غرباء بے چارے سارا سال تنگی سے گزارہ کرتے ہیں اور بعض دفعہ انہیں کئی کئی فاقے بھی آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ وہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کرسکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ۔ یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزاء خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہئے۔ غرض روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ بتایا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی اگر وہ بے صبر اور ناشکرے نہ ہوں اور حرف شکایت زبان پر نہ لائیں جیسا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے کیا دیا ہے کہ نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تو یہی فاقے ان کے لئے نیکیاں بن جائیں گی۔ اور ان کا بدلہ خود خدا تعالیٰ ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کے لئے تسکین کا موجب بنایا ہے تاکہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ میں انہیں یہ گر بتایا ہے کہ اگر وہ اس فقر و فاقہ کی زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاریں تو یہی انہیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے۔ دنیا میں اس قدر لوگ امیر نہیں جتنے غریب ہیں اور تمام دینی سلسلوں کی ابتداء بھی غرباء سے ہی ہوئی ہے اور انتہاء بھی غرباء پر ہی ہوئی۔ بلکہ قریباً تمام انبیاء بھی غرباء میں سے ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوئی بڑے آدمی نہ تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی بڑے آدمی نہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی کوئی امیر کبیر نہ تھے۔ آپ کی جائیداد کی قیمت قادیان کی ترقی کرنے کے باعث بڑھ گئی ورنہ اس کی قیمت خود آپ نے دس ہزار روپیہ لگائی تھی اور اتنی مالیت کی جائیداد سے کونسی بڑی آمد ہو سکتی ہے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام بھی بڑے آدمی نہ تھے۔ اگرچہ انبیاء کو خدا تعالیٰ بعد میں بڑا بنا دیتا ہے لیکن یہ سب کچھ بعد میں فضل کے طور پر ہوا۔ ابتداء میں تمام سلسلوں کے بانی غریب ہی ہوئے، امراء اور بادشاہ نہیں ہوئے۔ بے شک درمیانی طبقہ کے لوگوں میں سے بعض دفعہ انبیاء ہوتے رہے لیکن بادشاہ صرف چند ایک ہی ہوئے۔ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام یا حضرت سلیمان علیہ السلام۔ مگر یہ بھی ایسے نہیں ہیں کہ کسی سلسلہ کے بانی ہوں۔ پھر دنیا کی اسّی فیصد آبادی غریب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کثرت کی دلجوئی رمضان کے ذریعہ کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ مت سمجھو کہ فاقہ کش کو خدا تعالیٰ نہیں مل سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو رمضان کے نتیجہ میں کیوں ملتا۔ پس وہ غرباء جو سمجھتے ہیں کہ ان کی عمر رائیگاں گئی اللہ تعالیٰ نے انہیں رمضان کے ذریعہ بتایا ہے کہ وہ انہی فاقوں میں سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے فیوض حاصل کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ فاقہ میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہ بھولیں اور اس کے متعلق اپنی زبان پر کوئی حرف شکایت نہ لائیں۔ اس کے مقابلہ میں روزہ امیر لوگوں کے لئے تقویٰ کے حصول کا ذریعہ اس طرح ہوتا ہے کہ جب ایک انسان جس کے پاس کھانے پینے کے تمام سامان موجود ہوتے ہیں محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو فاقہ میں ڈالتا ہے اور خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کچھ نہیں کھاتا۔ اور جو حلال چیزیں خدا تعالیٰ نے اسے دی ہیں انہیں بھی استعمال نہیں کرتا۔ اس کے گھر میں گھی، گوشت، چاول وغیرہ کھانے کی تمام ضروریات موجود ہوتی ہیں مگر وہ خدا تعالیٰ کے لئے انہیں ترک کر دیتا ہے۔ تو اس کے دل میں خود بخود یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مَیں نے حلال چیزوں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑ دیا ہے تو میں ان چیزوں کی کیوں خواہش کروں جنہیں خدا تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہوا ہے۔ اس طرح اس کے اندر ضبط نفس کی قوت پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے قدم کو نیکیوں کے میدان میں بڑھاتا چلا جاتا ہے۔

روزوں کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان خدا تعالیٰ سے مشابہت اختیار کرلیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نیند سے پاک ہے۔ انسان ایسا تو نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی نیند کو بالکل چھوڑ دے مگر وہ اپنی نیند کے ایک حصہ کو روزوں میں خدا تعالیٰ کے لئے قربان ضرور کرتا ہے۔ سحری کھانے کے لئے اٹھتا ہے، تہجد پڑھتا ہے۔ عورتیں جو روزہ نہ بھی رکھیں وہ سحری کے انتظام میں جاگتی ہیں۔ کچھ وقت دعاؤں میں اور کچھ نماز میں صرف کرنا پڑتا ہے اور اس طرح رات کا بہت کم حصہ سونے کے لئے باقی رہ جاتا ہے اور کام کرنے والوں کے لئے تو گرمی کے موسم میں دو تین گھنٹے ہی نیند کے لئے باقی رہ جاتے ہیں۔ اس طرح انسان کو اللہ تعالیٰ سے مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ انسان کھانا پینا بالکل تو نہیں چھوڑ سکتا مگر پھر بھی رمضان میں اللہ تعالیٰ سے ایک قسم کی مشابہت ضرور پیدا کر لیتا ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ سے خیر ہی خیر ظاہر ہوتا ہے اسی طرح انسان کو بھی روزوں میں خاص طور پر نیکیاں کرنے کا حکم ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص غیبت، چغلخوری اور بدگوئی وغیرہ بری باتوں سے پرہیز نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ گویا مومن بھی کوشش کرتا ہے کہ اس سے خیر ہی ظاہر ہو۔ اور وہ غیبت اور لڑائی جھگڑے سے بچتا رہے۔ اس طرح وہ اس حد تک خدا تعالیٰ سے مشابہت پیدا کر لیتا ہے جس حد تک ہو سکتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنی مثل کی طرف دوڑتی ہے۔ فارسی میں ضرب المثل ہے کہ "کند ہم جنس باہم جنس پرواز" پس روزوں کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ خود اس کا محافظ بن جاتا ہے۔

پھر روزوں کا روحانی رنگ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا الہام انسانی قلب پر نازل ہوتا ہے اور اس کی کشفی نگاہ میں زیادہ جلا اور نور پیدا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت اگر غور سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی عادت تو نہیں مگر اس میں عادت سے ایک مشابہت ضرور پائی جاتی ہے۔ انسان کی طرح اس کی آنکھیں تو نہیں مگر وہ بصیر ضرور ہے۔ اس کے کان نہیں مگر وہ سمیع ضرور ہے۔ اسی طرح گو اس میں عادت نہیں پائی جاتی مگر اس میں یہ بات ضرور پائی جاتی ہے کہ جب وہ ایک کام کرتا ہے تو اسے دوہراتا ہے۔ انسان میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کو ہاتھ یا پیر ہلانے کی عادت ہوتی ہے اور وہ انہیں بار بار ہلاتے ہیں اور عادت کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ کوئی بات بار بار کی جائے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ میں بھی ہے کہ جب وہ ایک خاص موقعہ پر اپنا فضل نازل کرتا ہے تو اس موقعہ پر بار بار فضل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کے ماتحت چونکہ رمضان کے مہینہ میں قرآن کریم نازل ہوا تھا اس لئے اگر اس رسولؐ کی اتباع کی جائے جس پر قرآن کریم نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی عادت سے مشابہت رکھنے والی صفت کے ماتحت ان لوگوں کو جو رسول کریم ﷺ کی اقتداء کی وجہ سے دنیا سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے تعلقات نہیں رکھتے، کھانے پینے اور سونے میں کمی کرتے ہیں، بے ہودہ گوئی وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے الہام سے نوازتا اور ان پر رویاء صادقہ اور کشوف صحیحہ کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اسرار غیبیہ سے مطلع کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی ایک الہام ہے کہ:

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

اس میں بھی عادت والی بات بیان کی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ بہار میں اپنی رحمت کی شان دکھائی تھی اس لئے جب پھر بہار کا موسم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کہتی ہے کہ اب کے میرے بندے کیا کہیں گے اس لئے ہم پھر اپنی شان دکھاتے ہیں۔ اور اگر بندے اس سے فائدہ اٹھائیں تو اگلی بہار میں پھر وہی انعام نازل ہوتا ہے۔ غرض کلام الٰہی کو اگر درخت تصور کر لیا جائے تو جو صفتِ الٰہی عادت کے مشابہ ہے وہ ہر رمضان میں اسے جھنجھوڑتی ہے اور اس سے مومنوں کو تازہ بتازہ پھل حاصل ہوتے ہیں۔

پھر روزوں سے اس رنگ میں بھی روحانیت ترقی کرتی ہے کہ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اس کی راہ میں مرنے کو تیار ہے اور جب وہ اپنی بیوی سے مخصوص تعلقات قطع کرتا ہے تو اس بات پر آمادگی کا اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے اپنی نسل کو بھی قربان کر دینے کے لئے تیار ہے۔ اور جب وہ روزوں میں ان دونوں اقسام کے نمونے پیش کر دیتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی لقاء کا مستحق ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہونے اور روحانیت کے مضبوط ہو جانے کی وجہ سے وہ شخص ہمیشہ کے لئے گمراہی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

پھر رمضان کے ذریعہ استقلال کی عادت بھی ڈالی جاتی ہے کیونکہ یہ نیکی متواتر ایک عرصہ تک چلتی ہے۔ انسان دن میں کئی کئی مرتبہ کھانے کا عادی ہوتا ہے۔ غرباء اور امراء شہری اور دیہاتی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عام ایام میں کئی دفعہ کھاتے پیتے ہیں۔ مگر رمضان میں تمام کھانے سمٹ سمٹا کر صرف دو بن جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں دوسرے ایام میں وہ ساری رات سوئے رہتے ہیں وہاں رمضان کے ایام میں انہیں تہجد اور سحری کے لئے اٹھنا پڑتا ہے۔ اور دن کو بھی قرآن کریم کی

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب اللہ کے ذکر سے دل خالی ہو تو اس دل پر ضرور شیطان قبضہ کرتا ہے۔ پس ہر قسم کی آفات سے بچنے کے لئے ہمیں ذکرِ الٰہی کو زندہ کرنا ہے اور پہلے اپنی ذات میں اس ذکر کو زندہ کرنا ہوگا، اپنے دل کو ذکر سے معمور کرنا ہوگا۔ پھر اس ذکر کو عام کرنا ہوگا۔

(مختلف احادیث نبویہ کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر کا پر معارف اور دلنشیں تذکرہ)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۴ر جنوری ۱۹۹۴ء بمطابق ۱۴ر صلح ۱۳۷۳ء ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا .فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾۔(الزخرف:۳۷)

ذکرِ الٰہی پر جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے اس سلسلے کی یہ کڑی ہے جس کے آغاز میں مَیں نے چند ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق ذکر نہ کرنے والوں سے ہے اور اس کے بعد پھر مَیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر کے آغاز کے متعلق چند احادیث آپ کے سامنے رکھوں گا۔

آج کے اجتماع کے سلسلہ میں ایک اعلان ہے جو مَیں پہلے کرنا چاہتا ہوں۔ ضلع میرپور آزاد کشمیر کا پانچواں جلسہ سالانہ آج منعقد ہو رہا ہے اور امیر صاحب ضلع کی درخواست ہے کہ ہمیں تمام دنیا کی جماعتیں خصوصیت سے یاد رکھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایسی جگہ بیٹھا جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت ہوگی اور جو کوئی اس حال میں لیٹا کہ اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت اور گھاٹا ہے اور جو کوئی تم میں سے کچھ چلا اور وہ اس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت اور گھاٹا ہے۔

یہ ایک ایسی حدیث ہے جس کے برعکس بعینہٖ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صادق آتا ہے کیونکہ آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی گھاٹے والا نہیں تھا۔ پس جب آپؐ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی جگہ بیٹھا جہاں ذکر نہیں کیا اس کے لئے گھاٹا ہے اور حسرت ہے تو یہ خیال ایک ذکر کرنے والے ہی کو آسکتا ہے۔ جب آپ فرماتے ہیں کہ جو چلا اور اس نے ذکر نہ کیا اس کے لئے گھاٹا ہے تو یہ خیال بھی ایک ذکر کرنے والے ہی کو آسکتا ہے۔ جس نے یہ کہا کہ وہ شخص جو اس حال میں لیٹا کہ اس نے ذکر نہیں کیا یہ خیال بھی صرف ذکر کرنے والے ہی کو آسکتا ہے ورنہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اٹھتے بھی ہیں، بیٹھتے بھی ہیں، چلتے بھی ہیں، سوتے بھی ہیں اور کتنا ہی اٹھنا بیٹھنا اور چلنا اور سونا ذکر سے خالی ہوتا ہے۔ پس وہ گھاٹے کا سودا جس کا اس میں ذکر ہے آج اس دنیا پر اس کا اطلاق ایسے ہو رہا ہے جیسے کبھی پہلے نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو گواہی دی ہے ﴿وَالْعَصْرِ . اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ . اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ﴾۔ اس میں گھاٹے والا زمانہ بتایا گیا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان سے یہ مسئلہ حل ہوا کہ کس چیز کا گھاٹا ہے کہ دنیا چلتے ہوئے بھی خدا کو بھولے رہتی ہے، بیٹھے ہوئے بھی اس کو بھولتی ہے، اٹھتے ہوئے بھی بھولتی ہے، سوتے ہوئے بھی۔ سوتے جاگتے ہر حالت میں خدا کو بھولے ہوئے ہے۔ صرف ایک ایسا موقع ہے جب دنیا کو خدا یاد آتا ہے۔ یعنی جب مصائب انسان کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں، جب آفات سماوی اس پر آپڑتی ہیں، جب طرح طرح کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے، صرف وہ وقت ہے جس وقت انسان اللہ کو یاد کرتا ہے مگر ایسا یاد کرنا بے کار ہے کیونکہ وہ یاد خالصتاً نفس کی یاد ہے، اللہ کی نہیں۔ حقیقت میں نام تو اللہ کا لیا جا رہا ہے لیکن اپنے نفس کی محبت نے مجبور کیا ہے۔ اللہ کی محبت کے حوالے سے نفس یاد نہیں رہتا بلکہ نفس کے حوالے سے اللہ یاد آتا ہے اور ان دونوں مضمونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہم ان بدنصیبوں میں سے نہ ہوں جن کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی کہ جو ذکرِ الٰہی کے بغیر جیتے ہیں ان کی ساری زندگی گھاٹے کی زندگی ہے۔

قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا: ﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا .فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ﴾ کہ جو شخص اللہ کے ذکر سے احتراز کرتا ہے اس کے لئے ہم ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اب زمانے کے حالات کو اس حدیث کی روشنی میں دوبارہ دیکھیں تو یہ مسئلہ سمجھ آتا ہے کہ حقیقت میں کوئی انسان خلا میں نہیں رہ سکتا۔ جب اللہ کے ذکر سے دل خالی ہو تو اس دل پر ضرور شیطان قبضہ کرتا ہے اور شیطان اس وقت دنیا کا ساتھی بن جاتا ہے جب دنیا ذکر سے خالی ہو جاتی ہے۔ تو ساری دنیا میں جو آفات اور مصائب پھیلے پڑے ہیں حقیقت میں یہ ذکرِ الٰہی کے فقدان کے نتیجے میں ہیں۔ اگر ذکرِ الٰہی ہو تو شیطان کو وہاں قدم رکھنے کی مجال نہیں ہے، اجازت نہیں ہے۔ پس ہر قسم کی آفات سے بچنے کے لئے ہمیں ذکرِ الٰہی کو زندہ کرنا ہے اور پہلے اپنی ذات میں اس ذکر کو زندہ کرنا ہوگا، اپنے دل کو ذکر سے معمور کرنا ہوگا پھر اس ذکر کو عام کرنا ہوگا کیونکہ ذکر کے لفظ میں اگرچہ خاموش یاد بھی شامل ہے لیکن حقیقت میں اس میں آواز دے کر یاد کرنے کا مضمون زیادہ غالب ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ دنیا کو نصیحت ہوتی ہے اسی لئے ذکر کے معنی نصیحت کے بھی ہیں۔ آباؤاجداد کی اچھی باتیں فخر سے یاد کرنے کو بھی ذکر کہتے ہیں۔ دل میں خاموشی سے بھی اللہ کو یاد کرنے کو ذکر کہا جاتا ہے مگر زیادہ تر ذکر کے ساتھ اونچی آواز میں یاد کرنا سمجھا جاتا ہے اور یہ اس مضمون میں داخل ہے۔

پس مَیں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اکثر دل میں ذکر تو کرتے ہی ہونگے کہ احمدی ذکر سے خالی نہیں ہیں مگر اپنی مجالس کو ذکر سے سجائیں۔ اپنے گھروں میں، اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے اور کھانوں کے اوقات میں مہمانوں کی آمد پر مجلسوں کے دوران ضرور ذکر کیا کریں کیونکہ ذکر کے نتیجے میں آپ کی مجالس کو تقدس حاصل ہوگا۔ آپ کی مجالس اگر ذکر سے خالی ہو تو کسی نہ کسی حد تک شیطان ان میں ضرور دخل دے گا۔ پس ہماری عورتوں میں جتنی بھی چغلی کرنے کی عادت ہے۔ اکٹھی بیٹھیں تو کسی اور بہن کی برائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور بعض علاقے ہیں وہاں مردوں کی بھی ایسی عادت ہے ان کی اس عادت پر یہی مضمون صادق آتا ہے کہ جہاں ذکر نہیں ہوگا وہاں شیطان مقرر کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے تذکرے چھیڑ دیتا ہے اور یہ ساری لغو باتیں ذکر کے فقدان سے ہوتی ہیں۔ اگر ذکر ہو تو اس میں مزاح کا موقع بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر کے وقت ناممکن ہے کہ انسان ہنس سکے۔ اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے ذکر سیکھا ہے تو آپ کی زندگی پر غور کر کے دیکھیں۔ آپ اسی ذکر کی حالت میں ہنستے بھی تو تھے، لطائف بھی چلتے تھے۔ مگر ایک فرق تھا جو آپ کے لطائف اور باقی لطائف میں تھا۔ آپ کا لطیفہ کبھی کسی کو دکھ نہیں دیتا تھا۔ آپ کے لطیفے میں کوئی تحقیر کا پہلو نہیں تھا بلکہ محبت غالب رہتی تھی۔ پیار کے ساتھ

ہنستے تھے اور پیار کے ساتھ ہنساتے تھے۔ پس اس پہلو سے اگر آپ ذکر کے مضمون کو سمجھیں تو ذکر کسی ایسی حالت کا نام نہیں جس میں آپ روز مرہ زندگی کے مشاغل میں حصہ نہ لے سکیں۔ جیسا کہ میں آگے جا کر بیان کروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی کے مشاغل کے ساتھ ساتھ ذکر چلتا تھا۔ اس کے لئے کوئی الگ بیٹھ کر، ایک طرف ہو کر، خدا کو یاد کرنے کے لئے وقت نکالنے کی ضرورت نہیں۔ وہ زندگی کے ہر لمحے میں ساتھ ساتھ رہتا تھا اور یہی وہ ذکر کا طریق ہے جسے آج ہمیں اپنانا ہوگا اور سب دنیا کو سکھانا ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: "قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہ ﷺ مَا مِن قَومٍ یَقُومُونَ مِن مَجْلِسٍ لَا یَذکُرُونَ اللّٰہَ فِیہِ اِلَّا قَامُوا عَنْ مِثْلِ جِیْفَۃِ حِمَارٍ وَکَانَ عَلَیہِم حَسْرَۃ"۔ ابوداؤد کتاب الادب سے یہ روایت لی گئی ہے۔ ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قوم یا کوئی گروہ ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کرے تو گویا گدھے کی لاش پر بیٹھے ہیں اُن پر حسرت ہے۔

اب گدھے کی لاش پر بیٹھنے کا مضمون بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ فی الحقیقت انسان، انسان ہی کی لاشوں پر بیٹھا کرتا ہے۔ اور جانور، جانوروں کی لاشوں پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ مَیں نے بارہا دیکھا ہے کہ اگر ایک گدھا مر جائے تو گدھے اس کو آ کے سونگھتے ہیں، اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اور ایک دفعہ مَیں نے گھوڑی کے بچے کو مرے ہوئے دیکھا کہ صرف اس کی ماں ہی نہیں دوسرے گھوڑے بھی قریب آتے تھے اور اس کو سونگھتے تھے اور چلے جاتے تھے۔ اسی طرح جنگلوں میں اپنے ہم جنسوں کی لاشوں پر ہم جنس اکٹھے ہو جاتے ہیں تو حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا یہ پیغام ہے کہ تم گدھے ہو جو ایسی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے ہو جہاں خدا کا ذکر نہیں کیونکہ گدھے کی لاش پر اکٹھے ہونے والے گدھے ہی ہو سکتے ہیں۔ پس کیسی بے وقوفی کا عالم ہے کہ تم بیٹھے ایسی باتیں کرتے ہو جن کا کوئی مقصد نہیں۔ کوئی ان کا فائدہ نہیں ہے۔ کسی سے نقصان کو بچانے کا کوئی قصہ نہیں۔ خالصتاً حماقت سے اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ مجلسوں میں لطف بھی اٹھانا ہو تو ذکر الٰہی سے لطف اٹھایا جا سکتا ہے اور بعض دفعہ ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ دنیا کے کسی اور لطف میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسان کو جھرجھری آ جاتی ہے۔ ذکر سے اس قدر لذت پیدا ہوتی ہے کہ سارا بدن کانپ اٹھتا ہے اس لئے یہ خیال کہ ذکر بوریت کا دوسرا نام ہے یہ بالکل بیہودہ خیال ہے۔ جہالت کی بات ہے۔ ذکر میں لطف ہے کیونکہ ذکر کا مضمون محبت سے تعلق رکھتا ہے اور محبت اگر کسی سے ہو جائے تو وہ محبوب چاہے کیسا ہی برا کیوں نہ ہو دنیا کی نظر میں انسان کو اس کے ذکر میں بڑا لطف آ رہا ہوتا ہے کیونکہ انسان کو اپنا محبوب ضرور حسین معلوم ہوتا ہے اور دنیا کی نظر میں خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اپنے محبوب کے ذکر سے ایک انسان لطف اٹھاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اس مضمون کو ثابت کرنے کے لئے کہ کس طرح ہر انسان اپنے تعلق سے کسی کو حسین پاتا ہے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے ایک حبشن کو بلایا جس کا بیٹا بہت ہی سیاہ اور بہت بدصورت بھی تھا۔ اور بھی لوگوں کے بچے وہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے اس حبشن کو بلایا اور کہا کہ یہ قیمتی ہار ہے تم غور سے دیکھو جو سب سے پیارا بچہ ہے اس کی گردن میں ڈال دو۔ اس نے چاروں طرف دیکھ کر جائزہ لیا اور اپنے بچے کی طرف بڑھی اور اس کی گردن میں ڈال دیا۔ جھوٹ نہیں بولا تھا۔ بادشاہ کی تمکنت کے سامنے اس کو جرأت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ بادشاہ کی ہیبت تھی۔ لیکن دل کی گواہی تھی سب سے زیادہ پیارا بچہ اسے اپنا بچہ دکھائی دیا۔ محبت اور ذکر کا ایک گہرا تعلق ہے۔ اس کے بغیر ذکر ہو نہیں سکتا۔ پس اگر محبت سے ذکر کیا جائے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ذکر لطف سے خالی ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تو سب ذکروں سے زیادہ حسین ہے۔ سب سے زیادہ دلکش ہے۔

پس ذکر کے مضمون کو فرض کے طور پر ادا کرنے کی کوشش نہ کریں، ہو بھی نہیں سکے گا۔ فرض کے طور پر کبھی محبتیں ادا نہیں کی جاتیں۔ اس کے لئے دل میں محبت پیدا کرنی ہوگی۔ پس ذکر سے پہلے ذکر کی تیاری بھی تو چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار پیدا کرنے کے ذریعے تلاش کریں اور اس میں ایک ذریعہ یہ ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محبت عطا فرمائے۔ آنکھیں کھول کر روزمرہ یہ محسوس کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کیوں کسی سے محبت کرتے ہیں۔ اس مضمون پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے تمام محرکات آپ کو اپنے اردگرد پھیلے ہوئے دکھائی دیں گے۔ آپ ان محرکات میں گھرے ہوئے ہیں۔ صرف آنکھیں نہیں کھولتے۔ انسان کسی سے کیوں محبت کرتا ہے؟ ماں نے پیدا کیا ہے اور نو (۹) مہینے پالا ہے اور اپنی صفات میں سے کچھ بخشی ہیں اس کے نتیجے میں طبعاً ایک بچے کو ماں سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ خالق وہ ہے جس نے ارب ہا ارب سال سے انسان کی پیدائش کی تیاری کی ہے اور ہر لمحے جو کائنات ارتقاء کی طرف مائل تھی اس کا ہر لمحے ہر قدم انسان کی طرف اٹھ رہا تھا کیونکہ بالآخر انسان پیدا کرنا مقصود تھا اور جو تغیرات اس عرصے میں ہوئے ہیں تمام تر انسان کی پیدائش کی خاطر ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی آخری سورتوں کی تفسیر میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ کوئی بھی کائنات میں ایسی تاثیر نہیں ہے جس سے انسان کو حصہ نہ دیا گیا ہو گویا کہ یہ ایک مختصر کائنات ہے اور اس کی تیاری کے سلسلے میں اگر آپ کائنات کے ارتقاء پر نظر دوڑائیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ اس مضمون کا کوئی احاطہ کر سکے۔ اس مضمون میں جتنا بھی سفر کریں، جتنی بھی سیر کریں آپ کی زندگی گزر جائے، آپ کی نسلوں کی گزر جائے، قیامت تک یہ کرتے چلے جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کی اس شان کا جو تخلیق کائنات میں مضمر ہے احاطہ نہیں ہو سکتا اور جو محض اس لئے خدا تعالیٰ نے ان مخلوقات کو عطا فرمائی، ان کے ہر ذرے میں رکھی کہ بالآخر اس سے انسان پیدا ہوگا۔ اور انسان کیسا پیدا ہوا جو خدا کو بھلا بیٹھا، تکبر کی باتیں کرنے لگا۔ پس اگر آپ ذکر سے محروم ہیں تو بہت بڑا نقصان کا سودا ہے۔ پس اگر گردوپیش دیکھیں جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ایک ایک بات پر غور کریں کہ آپ کو کسی سے کیوں تعلق ہے۔ حسن سے تعلق ہے اور حسن کا سرچشمہ اللہ ہے۔ ہر چیز جو حسین دکھائی دیتی ہے اس میں خدا کا چہرہ دکھائی دیتا ہے اگر دیکھنے والی آنکھ ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے ☆ ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

کہ ہر وہ آنکھ جس میں حسن کی مستی ہے وہ ہمیں تو تجھے ہی دکھا رہی ہے۔ اور آنکھ کا دکھانا کتنا خوبصورت مضمون ہے۔ جس آنکھ کو آپ دیکھ رہے ہیں اگر آپ میں بصیرت ہو تو اس آنکھ سے جس کسی اور کو دیکھیں گے وہ خدا کی ذات ہے۔

ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

گیسو کا ہاتھ یوں معلوم ہوتا ہے اشارے کر رہا ہے۔ اس کا آخری کونہ اس طرح اٹھا ہوا ہوتا ہے جیسے انگلی اشارہ کر رہی ہو۔ تو فرمایا تیری ہی طرف ہر بل کھائے ہوئے خوب صورت گیسو کا ہاتھ ہے۔ اس میں ہمیں تُو ہی دکھائی دیتا ہے۔ اگر محبت ہو تو محبت کے نتیجے میں ہر چیز اسی محبوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے اور اگر محبت نہ ہو تو اشارے سمجھنے کی عقل تو پیدا کریں، اشارے سمجھنے کی کوشش تو کریں، وہ آنکھ تو لیں جس سے یہ اشارے سمجھے جائیں گے۔

پس خدا تعالیٰ کی محبت کو دل میں پیدا کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم اپنے ماحول، اپنے گردوپیش پر اس پہلو سے نظر ڈالیں کہ ہم کیوں کسی سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کے محرکات خدا کے تعلق میں موجود ہیں کہ نہیں۔ کوئی ایک پہلو ایسا نہیں ہے جو محبت پیدا کرنے والا ہو اور اللہ کی ذات میں موجود نہ ہو۔ ہر لذت خدا کی ذات میں ہے۔ بعض لوگ یہ سوچتے ہیں اور اس سوچ سے ڈرتے ہیں کہ شہوانی لذات بھی تو لذات ہیں وہ تو اللہ میں نہیں ہیں۔ لیکن شہوانی لذات کی حقیقت یہ ہے کہ محبت کے نتیجے میں وہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں جن سے شہوانی لذت پیدا ہوتی ہے اگرچہ محرک شہوانی لذت نہیں تھا۔ آغاز میں اصل محرک جس سے انسان نے نشوونما پا کر وہ اعضاء حاصل کئے جن سے شہوانی لذت حاصل کی جاتی ہے وہ اپنے نفس کی محبت تھی۔ اس محبت نے انسان کو باقی رہنے کی تمنا دی اور بقا کی تمنا پوری کرنے کے لئے جو ذرائع میسر آئے ان میں اسی نسبت سے مزہ پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ یہ ایک بہت لمبا فلسفہ ہے جس کی تفصیلی بحث میں مَیں نہیں جا سکتا لیکن اشارۃً مَیں آپ کو بتا رہا ہوں کہ کوئی دنیا کی لذت نہیں ہے جو آپ کو اپنے مضمرات کے لحاظ سے خواہ بھیانک ہی کیوں نہ دکھائی دے جس کا اصل، جس کی کنہ، پاکیزہ محبت نہ ہو۔ اور محبت ہی سے ساری کائنات کا سلسلہ ہے اسی سے سب نشوونما ہے اسی سے ارتقاء جاری ہے۔ کوئی ایک بھی پہلو ارتقاء کا ایسا نہیں ہے جسے بالآخر آپ محبت میں جا کر مرکوز نہ کر سکیں۔ مَیں نے اس پہلو سے ایک دفعہ بہت غور کیا اور بچپن سے مجھے یہ شوق تھا کہ اس پہلو پر غور کروں کہ آخر ہماری کنہ ہے کیا؟ بالآخر کہاں پہنچتے ہیں؟ تو وہیں پہنچا جہاں سے قرآن شریف کی سورۃ البقرہ شروع ہوتی ہے یعنی اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ۔ اَنَا یعنی مَیں۔ جس نے سارے وجودوں کو پیدا کیا ہے اور اگر اللہ اپنی انا سے اپنی مخلوق کو یہ نعمت عطا نہ کرتا کہ وہ اپنے شعور کا احساس کر لے تو اس مخلوق میں بھی انا پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ خدا کی انا نے ہماری انائیں پیدا کی ہیں لیکن یہ انائیں اس لئے پیدا کیں کہ اللہ کی انا کی طرف بالآخر لوٹ جائیں کیونکہ وہی تمام انا کا منبع بھی ہے اور مرجع بھی ہے۔ اس سمندر میں ہمارے قطرے کا لوٹنا ہے اس کے بغیر ہماری انا کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی اور یہ مضمون محبت کا ہے۔ اپنے نفس کی محبت اتنا ترقی کرے کہ اس محبت کے اعلیٰ تقاضے پورے

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 020-8265-6000

ہونے شروع ہوں۔ تب خدا ملتا ہے اور ہر محبت کے نتیجے میں ایک لذت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے فرماتے ہیں: "ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"۔ صرف لذات نہیں فرمایا "اعلیٰ لذات" کہ ہر لذت کا ارتقاء ہوا کرتا ہے اور اس ارتقاء کا منتہیٰ خدا تعالیٰ کی ذات پہ ختم ہوتا ہے اور اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے۔ پس آنکھیں کھولیں، اپنے گردوپیش کو دیکھیں اور معلوم کریں، غور کریں کہ آپ کیوں محبت کرتے ہیں۔ ان محبتوں کے تمام تر محرکات اپنی اعلیٰ صورت میں اللہ کے وجود کے ساتھ آپ متعلق پائیں گے اور پھر آپ کو سمجھ آئے گی، سلیقہ نصیب ہوگا کہ کس طرح اللہ کی محبت حاصل کی جاتی ہے۔ جب ایک دفعہ یہ محبت نصیب ہو جائے تو پھر آپ کی لذتوں کی کیفیات کے پیمانے بدل جائیں گے اور طرح طرح کی لذتیں آپ کو نصیب ہونی شروع ہونگی۔ ہر چیز سے ایک مادی لذت بھی ہوگی اور ایک اس کا اعلیٰ اور برتر حصہ جو اس محبت کے ساتھ منسلک ہوگا لیکن اس سے ارفع ہوگا، اس سے بلند تر ہوگا۔

پس خدا کے بندے دو لذتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور سورہ رحمٰن میں جن دو جنتوں کا ذکر ہے مَیں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے دو جنتیں اس دنیا کی وہ دو جنتیں بھی ہیں جن میں ہر لذت کے ساتھ ایک اعلیٰ لذت بھی وابستہ ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ اس نیت سے دو کہ اللہ کو یہ بات پسند ہے، اللہ تم سے حسن سلوک کی توقع رکھتا ہے اور تمہیں حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے تو وہ لقمہ تمہاری عبادت بن جائے گا۔

اب اس حدیث کی روشنی میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی کے تعلقات کو دوبارہ دیکھیں تو ہر تعلق میں آپ کو دو لذتیں دکھائی دیں گی۔ ایک وہ جو خدا کی پاک تعلیم کے نتیجے میں اس کی محبت کی بنا پر، آپ نے بنی نوع انسان سے تعلق رکھا۔ اس تعلق کی ایک اپنی ایک لذت تھی جو آپ نے حاصل کی لیکن چونکہ اس محبت کا آغاز اللہ کی محبت سے ہوا تھا اسی لئے اس کے ساتھ ایک بہت اعلیٰ درجے کی محبت بھی شامل رہی اور ساری زندگی آپ نے دو جنتوں میں گزاری۔ پس ذکر کا مضمون سرسری بیان سے سمجھ نہیں آسکتا اس کے لئے ساری زندگی کی محنت کی ضرورت ہے، آنکھیں کھول کر تجربے کی ضرورت ہے، اس مضمون میں ڈوب کر آپ خود کچھ حاصل کریں۔ آنکھیں کھول کر گردوپیش کو دیکھیں اور پھر کچھ لذتیں حاصل کرنا شروع کریں۔ پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ ذکر ہوتا کیا ہے اور ذکر پھر آپ کو خود بڑی قوت سے اپنی طرف کھینچ لے گا اور ذکر کے بغیر جیسا کہ مَیں نے دنیا کے گھاٹے فائدوں میں تبدیل نہیں ہو سکتے۔ آپ جو چاہیں کرلیں، جو چاہے تعلیم دے دیں، جس قسم کا چاہیں نظام دنیا میں نافذ کرلیں، عدل بھی قائم کرلیں تب بھی دنیا کو جنت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک اللہ کے ذکر کا سلیقہ اور شعور حاصل نہ ہو جائے اور اللہ کے ذکر سے لذت حاصل کرنا دنیا نہ سیکھ لے ورنہ تو وہی بات ہے کہ گدھے کی لاش پر بیٹھے ہم نے زندگیاں بسر کردیں۔

بخاری کتاب الدعوات میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے"۔ یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: "وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے"۔

ذکر سے زندگی ملتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو جو زندگی عطا ہوئی ہے یہ دراصل ایک روحانی زندگی حاصل کرنے کی خاطر ہے، اس کا ذریعہ ہے۔ اور اگر دوسری زندگی عطا نہ ہو تو بظاہر زندہ ہوتے ہوئے بھی انسان مردہ ہے۔ قرآن کریم جس خلقِ آخر کا ذکر کرتا ہے یہ وہی روحانی خَلق آخر ہے جس سے ایک نئی زندگی انسان کو نصیب ہوتی ہے۔ اور وہ شخص جو خدا کے ذکر کے بغیر اپنی زندگی گزار دیتا ہے بظاہر زندہ ہے مگر حقیقت میں مردہ ہے کیونکہ اصل زندگی خدا کی خاطر دی گئی تھی تاکہ اس زندگی سے خدا نصیب ہو اور خدا نصیب ہو تو ایک نئی زندگی عطا ہو۔ اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان لوگوں کو بلاتے ہیں جو آپ پر ایمان لائے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس لئے ان کو بلا، تاکہ انہیں زندہ کر۔ اب ایمان لے آئے ہیں تو زندہ کیوں نہیں ہیں، ایمان لانے کے بعد زندگی حاصل کرنے کا ایک دور شروع ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ آغاز میں جنم لیتا ہے۔ زندہ تو ہو جاتا ہے لیکن محض زندگی کا آغاز ہے اور اس کے بعد پھر سارے مراحل اس زندگی کی تکمیل کے مراحل ہیں اور حقیقی زندگی پھر اس وقت نصیب ہوتی ہے جب وہ اپنے آزاد وجود کے ساتھ، خود مختار وجود کے ساتھ ماں کے پیٹ سے باہر آجاتا ہے۔ تو یہی مضمون خلق آخر کا ہے اور تبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا کہ اے مومنو! جب یہ رسول تمہیں اپنی طرف بلائے تو جواب دیا کرو "لِمَا يُحْيِيْكُمْ" تاکہ تمہیں زندہ کرے۔ پس زندگی وہی ہے جو ذکر الٰہی کی زندگی ہے اور جو اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہنے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکر الٰہی کے اور اس چیز کے جو ذکر سے متعلق ہے، جس کا تعلق ذکر سے ہے۔ مثلاً عالم جو ذکر الٰہی کرنے والا ہو اور طالب علم جو عالم سے ذکر الٰہی سیکھتا ہے وہ ملعون نہیں ہیں۔ یہاں ملعون کا جو لغوی معنی ہے وہ پیش نظر ہے۔ لعنت دوری کو کہتے ہیں۔ پس جو شخص خدا کے قریب آنا چاہتا ہے وہ ذکر سے قریب آسکتا ہے ورنہ وہ دوری کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ وہ تمام دنیا جو ذکر سے خالی دنیا ہے وہ اللہ سے دور ہے اور ان معنوں میں ملعون ہے۔ ہاں وہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں، وہ جو سکھاتے ہیں اور سیکھتے ہیں ان کے متعلق فرمایا کہ یہ استثناء ہیں۔

شَهْر بن حَوْشَب سے روایت ہے کہ اُمّ سلمہؓ نے بیان کیا کہ مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا آپ کونسی دعا ہے جو بار بار کرتے ہیں جو کثرت سے دعا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما"۔ یہ دعائیں بہت کثرت سے کرتا ہوں کہ "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما"۔ حضرت امّ سلمہؓ نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپؐ یہ دعا کرتے ہیں جن کا دل سب سے زیادہ اللہ کے دین پر ثبات حاصل کر چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی انکساری کا یہ معراج ہے کہ آپ جواب میں فرماتے ہیں کہ مَیں اس لئے کرتا ہوں کہ دل تو اللہ کی انگلیوں میں اس طرح ہیں کہ جب چاہے جدھر چاہے بدل دے۔ وہ مالک ہے اگر خدا یہ فیصلہ نہ کرے کہ مجھے ثبات عطا کرے گا تو مجھے کیسے ثبات ہو سکتا ہے۔

پس وہ لوگ جو ذکر کرتے ہیں بعض دفعہ اس ذکر کے نتیجے میں متکبر ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہم خدا والے ہو گئے ہیں اور باقی دنیا کو یعنی سب کو حقیر اپنے سے نیچے دیکھ رہے ہوتے ہیں، یہ بہت بڑی جہالت ہے۔ ذکر نے سب سے زیادہ رفعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بخشی تھی کیونکہ آپؐ کا ذکر سب سے زیادہ رفیع الشان تھا اور سب سے زیادہ گرنے کے خوف میں آپؐ ہی مبتلا تھے۔ یہ خوف کسی حقیقی خطرے کے نتیجے میں نہیں تھا کیونکہ آپؐ خدا کی طرف سے امن یافتہ تھے اس لئے اس خوف کا محرک ایک مختلف محرک ہے۔ یہ بہت ہی لطیف ہے اور بہت ہی حسین ہے۔ تمام تر ضمانتوں کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہا عطا فرمائیں یہ احساس کہ میری ذات میں کچھ بھی نہیں جو وہ مجھے ان ضمانتوں کا حقدار قرار دے محض اللہ کا فضل ہے، محض اس کی طرف سے ثبات نصیب ہوتا ہے جب وہ چاہے چھوڑ دے۔ میرا کیا شکوہ ہو سکتا ہے۔ سب کچھ اسی کی عطا ہے۔ یہ انتہائی لطیف احساس جو محبت کے آخری نقطے سے آغاز پاتا ہے اور اسی کی طرف لوٹتا ہے یہ وہ احساس ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ مَیں کیوں نہ کروں۔ مَیں کیوں اپنے رب سے ثبات نہ مانگوں۔ اسی کی عطا ہے جو کچھ نصیب ہوا ہے اور جب چاہے بدل دے مجھے کوئی شکوہ نہیں ہو سکتا، میرا کوئی حق نہیں۔ پس اگر ذکر الٰہی کرنا ہے اور اس سے کچھ مناصب حاصل کرنے ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ان باتوں کا سلیقہ سیکھیں۔ ذکر کے نتیجے میں انانیت اونچی نہیں ہونی چاہئے۔ ذکر کے نتیجے میں سر اور بھی خدا کے حضور جھکنا چاہئے اور جتنی بلندی حاصل کریں اتنا ہی گرنے کا خوف آپ کو دامن گیر رہے اور اللہ کے ہاتھ سے زیادہ شدت کے ساتھ اور قوت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی وہ اسلوب تھا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور جس کی ہمیں نصیحت کی۔

اب وہ لوگ جو ذکر سے اجتناب کرتے ہیں اور شیطان کے ساتھی بن جاتے ہیں ان کا اٹھنا بیٹھنا سب ہمارے علم میں ہماری نظر میں ہے۔ بارہا ہم ان تجربوں سے گزرے ہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر پر مَیں اس مضمون کو ختم کروں گا۔ آپؐ کی کیفیت یہ تھی کہ جب حاجات بشری کے تقاضے پورے کرنے کے لئے جاتے تھے تو اس وقت بھی ذکر کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ مجھے ناپاکی سے اور ناپاکوں سے بچانا۔ مَیں ناپاکی سے اور ناپاکوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

پھر جب فراغت کے بعد وضو کرتے تھے تو پھر بھی ذکر الٰہی سے وضو کا آغاز ہوتا تھا۔ عرض کرتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾۔ کہ اے میرے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنانا اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنانا۔ جو وضو ہے یہ توبہ اور پاکیزگی دونوں کا مظہر ہے اور اس دعا میں وضو کا فلسفہ بیان ہو گیا۔

پھر انسان جب صبح اٹھتا ہے، فارغ ہوتا ہے، وضو کرتا ہے، مسجد کی طرف جاتا ہے تو جو صبح مسجد کی طرف جانے کی دعا تھی اس کا مضمون اور تھا اور روزمرہ عام مختلف وقتوں میں جانے کی دعا تھی اس کا ایک اور مضمون ہے۔ اس مضمون کا صبح سے تعلق ہے چنانچہ آپؐ مسجد کی طرف صبح جاتے ہوئے یہ دعا کیا کرتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا﴾۔ کہ اے میرے اللہ میرے دل کو نور بھر دے، میری زبان کو نور عطا کر، میرے کانوں کو نور بخش اور میری نظروں کو، میری آنکھوں کو نور عطا

کر۔﴿وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِی نُوْرًا. وَاجْعَلْ مِنْ اَمَامِی نُوْرًا. وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِی نُوْرًا. وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِی نُوْرًا. اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا﴾۔ کہ اے میرے اللہ میرے آگے بھی نور کردے، میرے پیچھے بھی نور کردے، میرے اوپر بھی نور کردے، میرے نیچے بھی نور کردے، تو مجھے مجسم نور بنادے، مجھے نور عطا کر۔

رات کے اندھیروں سے صبح روشنی میں داخل ہوتے وقت کیسی پیاری دعا ہے۔ لیکن مسجد جاتے وقت یہ دعا کرنا بتاتا ہے کہ مومن کا دل مسجد میں ہے۔ مسجد کے باہر اندھیرے ہیں۔ پس جو اپنا نور سجدہ گاہوں میں ڈھونڈے، جس کو روشنی وہاں دکھائی دے، وہی دل اور وہی دماغ ہے جو اس دعا کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن ہے کہ کسی کو ایسی دعا کا خیال آئے۔ ساری دنیا کے پردے پر عبادت کرنے والوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں، پہلوں کا بھی اور اگلوں کا بھی آپ کو کہیں اس دعا کی کوئی مثال دکھائی نہیں دے گی۔ صبح کے تعلق میں یہ دعا کتنی کامل ہے اور پھر صبح کی روشنی میں دن کی ظاہری روشنی سے مسجد کی باطنی روشنی کی طرف منتقل ہوتے وقت کتنا اعلیٰ اور کتنا ارفع مضمون بیان فرمایا گیا ہے اور کوئی عارف باللہ اس مرتبے تک نہیں پہنچا جس مرتبے تک تمام عارفوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پہنچے تھے۔ پس میں آپ کا مقابلہ دنیا کے عام انسانوں سے کرنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ تو گستاخی ہوگی۔ نبیوں کی مثال دے کر کہتا ہوں ان میں تلاش کر کے دیکھ لیں آپ کو اس حدیث کی کوئی مثال دکھائی نہیں دے گی۔ کتنا پاکیزہ، کتنا ارفع کلام ہے۔ کتنا فصیح و بلیغ ہے کہ صبح اٹھتے ہیں اور نور کے خیال سے جب مسجد جاتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں۔ اور اگر مسجدوں سے آپ نے تعلق قائم رکھا تو یقین کریں کہ آپ کی آنکھوں کو بھی نور عطا ہوگا، آپ کی زبان کو بھی نور عطا ہوگا، آپ کے کانوں کو بھی نور عطا ہوگا۔ آپ کے آگے بھی نور ہوگا اور پیچھے بھی اور دائیں بھی اور بائیں بھی اور اوپر بھی اور نیچے بھی اور آپ مجسم نور بن جائیں گے کیونکہ تمام نور مساجد سے اور سجدہ گاہوں سے حاصل ہوا کرتے ہیں۔ پس اپنی مسجدوں کو آباد رکھیں۔ انہی میں آپ کے دلوں کی آبادی ہے، انہی میں آپ کے مستقبل کی حفاظت ہے۔ آپ کے بچوں کے لئے کوئی ایسی دولت نہیں جو آپ پیچھے چھوڑ کر جاسکیں سوائے اس کے کہ آپ انہیں مسجدوں سے وابستہ کر دیں۔ نماز کے بعد فارغ ہو کر آپ یہ دعا کرتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾۔ اور بھی دعائیں تھیں۔ ایک یہ بھی تھی اور اکثر نماز کے معاً بعد یہ پڑھا کرتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ﴾ اے اللہ تو سلام ہے ﴿وَمِنْكَ السَّلَامُ﴾ اور تجھ سے سلام ہے۔ اے جلال اور اکرام کے مالک تیری ذات بہت بابرکت ہے۔

اب سلام نماز میں بھی ہم پھیرتے ہیں۔ نماز کے بعد سب سے پہلی دعا یہ ہوا کرتی تھی۔ پھر ہم دائیں طرف کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ، پھر بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں۔ تو یہ دو سلام جو ہیں یہ اہل دنیا کو اپنے دائیں اور بائیں اور اپنے گردوپیش پیغام پہنچاتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے سلامتی کا پیغام لائے ہیں۔ کیوں؟ اسلئے کہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اس دعا نے بتایا کہ اللہ سلام ہے۔ اللہ سے سلام پانے کے بعد آپ دوسروں کو سلام کہہ سکتے ہیں، اس کے بغیر نہیں۔ ﴿وَمِنْكَ السَّلَامُ﴾ اور تجھ سے ہی سلام نصیب ہو سکتا ہے۔ پس وہ لوگ جو عبادت سے غافل ہیں وہ دنیا میں ہزار سلام پھیریں ان کے سلام کا کوئی بھی معنی نہیں، محض جھوٹ ہے۔ کیونکہ دنیا سوائے اللہ والوں کے کسی سے امن میں نہیں ہے۔ یہ محض واہمہ ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ انسان کسی بے خدا انسان سے امن میں رہ سکتا ہے حماقت ہے۔ امن اللہ سے نصیب ہوتا ہے اور یہ ایسا امن ہے جو نصیب ہونے کے بعد دوسروں کو عطا ہوتا ہے اور آگے اس کے سلسلے چلتے ہیں۔ پس السلام علیکم کی کیسی حکمت ہمیں سمجھادی کہ جب تم نماز سے سلام کہہ کر فارغ ہو تو پھر سوچا کرو۔ غور کیا کرو کہ تم سلام کے مجاز خدا کی طرف سے بنائے گئے ہو۔ اللہ کے پاس آئے تھے تو سلام نصیب ہوا اور اللہ کے ساتھ رہو گے تو سلام نصیب رہے گا۔ جب تعلق توڑو گے سلام تجھ سے خالی ہو جائے گا کیونکہ خدا کی ذات کے سوا کہیں اور سلام کا وجود نہیں۔

مسجد میں عام حالت میں داخل ہونے کی دعا یہ تھی: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾۔ کہ میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ ﴿وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ﴾ اور درود اور سلام اس کے رسول پر ہوں۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ﴾ میرے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ ﴿وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾ اور میرے لئے اپنی رحمت کے باب کھول دے۔

پھر مسجد سے باہر نکلنے کی دعا انہی الفاظ میں تھی صرف ایک چھوٹے سے فرق کے ساتھ۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾۔ اللہ کے نام کے ساتھ تمام درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ﴾۔ اے میرے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ ﴿وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ﴾ اور میرے لئے اپنے فضلوں کے دروازے کھول دے۔

یہ جو لفظ رحمت اور فضل کا فرق ہے اس میں بڑی وجہ یہ ہے کہ رحمت خالصتاً اللہ سے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس کا ہمارے اکتساب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رحمت بن مانگے دینے والا عطا کرتا ہے۔ رحمٰن رحیم خدا سے اترتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں رحمت کا بنیادی مضمون یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ خدا سے حاصل ہوتی ہے اس کا روزمرہ کی زندگی کی محنتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ فضل خدا کی طرف سے ملتا ہے لیکن روزمرہ کی زندگی کی محنتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ سورۃ جمعہ میں جمعہ کے بعد انتشار کا حکم فرمایا: ﴿وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾۔ کہ تم پھر آزادی کے ساتھ زمین میں پھرو اور فضل کماؤ۔ تو فضل کا دنیا کی کمائیوں سے ایک تعلق ہے اور دنیا کی دولت جو پاک حالت میں کمائی جائے اس کو بھی فضل کہتے ہیں۔ ﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا﴾۔ اللہ سے وہ فضل بھی چاہتے ہیں اور اس کی رضا بھی چاہتے ہیں تو اندر جاتے وقت خالص رحمت ہی ہے جو کچھ اس در سے ملے گا آسمان سے اترے گا اور بطور رحمت آپ پر نازل ہوگا۔ جب باہر نکلیں گے تو اللہ سے فضل چاہیں گے یعنی ہمارے کاموں میں برکت ملے ہمارے رزق میں برکت ملے۔ جو ہمیں نصیب ہو بافراغت وہ اور پاکیزہ ہو۔ تجھ سے پانے والے ہوں شیطان سے پانے والے نہ ہوں۔

پھر گھر میں داخل ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ. بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا﴾۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں ﴿خَيْرَ الْمَوْلِجِ﴾، بہترین داخل ہونا ﴿وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ﴾ اور بہترین نکلنا یعنی اس گھر میں بہترین طریق پر داخل ہوں، خیر کے ساتھ بھلائی کے ساتھ داخل ہوں اور بھلائی کے ساتھ نکلوں۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا﴾ اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوتے ہیں اور اسی پر جو ہمارا رب ہے ہم توکل کرتے ہیں۔ پھر گھر سے باہر نکلتے وقت بھی خدا یاد آتا تھا۔

کوئی زندگی کا ایسا مشغلہ نہیں، کوئی ایک زندگی کی حرکت ایسی نہیں جو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہو جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ذکر سے خالی ہوں۔ تبھی اللہ نے آپ کو ﴿ذِكْرًا رَّسُوْلًا﴾ فرمایا کہ تو وہ رسول ہے جو مجسم ذکر ہے اس میں اور ذکر میں کوئی فرق نہیں رہا۔ محمد اور ذکر ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں۔ ہر کیفیت سے ہر دوسری کیفیت میں داخل ہوتے وقت ذکر الٰہی جاری رہتا تھا۔ ہر موسم میں ذکر، بارش کا قطرہ آسمان سے اترتا دیکھتے تھے تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے اپنی زبان آگے بڑھا دیا کرتے تھے کہ اللہ کی رحمت کا یہ قطرہ میری زبان پر پڑے۔ اتنی محبت تھی، ایسا عشق تھا کہ کفار مکہ اپنی تمام تر دشمنیوں کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ﴿عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ﴾۔ اس کی جو کچھ برائیاں بیان کرو مگر ایک بات سچی ہے کہ محمد اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ عاشق کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ یہ تکلیفیں برداشت کر سکے۔ عاشق کے سوا کسی کو یہ توفیق نصیب ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ خدا کی راہ میں وہ دکھ برداشت کرے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ساری زندگی اللہ کی راہ میں برداشت کئے ہیں۔

پس یہ آپ کی کیفیت تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں، گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ کو یاد کر کے نکلتے ہیں۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَیَّ﴾۔ کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ اللہ کے نام کے ساتھ ﴿تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ﴾ میں اللہ پر توکل کرتا ہوں یعنی گھر سے باہر انسان جب نکلتا ہے۔ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ امن کی جگہ تو انسان اپنے گھر میں پاتا ہے تو گھر سے باہر نکلنا گویا کئی قسم کے خطرات کو دعوت دینا ہے اس لئے پہلا تصور جو ذہن میں آتا ہے وہ توکل کا ہے۔ کس سہارے سے میں نکل رہا ہوں۔ غیروں سے میرے رابطے ہوں گے۔ گھر کا امن میرے ساتھ ساتھ تو نہیں چل سکتا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب سے پہلے اللہ کا خیال آتا تھا کہ اللہ کے توکل پر جا رہا ہوں وہ تو ہر جگہ میرے ساتھ ہے۔ گھر تو ساتھ نہیں چل سکتا مگر اللہ تو ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ کوئی حول نہیں اور کوئی قوۃ نہیں اِلَّا بِاللّٰه۔

"حول" کہتے ہیں خطرات سے بچانے کی قوت کو یعنی اللہ کے حوالے سے جب "حول" کہا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ ہر قسم کے خطرے سے بچانے کی قوت اللہ کے پاس ہے۔ ﴿وَلَا قُوَّةَ﴾۔ ﴿قُوَّةَ﴾ مثبت معنوں میں کہ ہر چیز عطا کرنے کی طاقت بھی اللہ کو نصیب ہے۔ پس کسی شر سے ہم بچ نہیں سکتے مگر اللہ کی طاقت سے۔ کسی خیر کو ہم پا نہیں سکتے مگر اللہ کی طاقت سے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَضِلَّ﴾ یہ کہنے کے بعد جب ایک ہی پناہ گاہ ہر چیز سے وہی پناہ کی جگہ ہے تو عرض کرتے ہیں اے میرے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں۔ کئی قسم کے ٹھوکر کے مقامات راستہ میں آتے ہیں۔ انسان کو کئی قسم کے ایسے فتنے درپیش ہوتے ہیں جن میں دل پھسل جاتے ہیں۔ انسان گناہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور پھر کئی قسم کی ٹھوکریں کھاتا ہے اور پھر باہر نکل کر رستہ ڈھونڈنے کا مضمون تو ایک طبعی مضمون ہے جو

ذہن میں آنا چاہئے۔ حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام، کلام اللہ کے بعد سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے یعنی ایک ہی لفظ میں دونوں باتیں اور بر محل ان باتوں کا بیان ہے۔ باہر نکلتے ہیں تو ہم رستہ بھی بھول سکتے ہیں۔ مسافر کہیں سے بھٹک کر، کہیں اور چلے جائیں بعض دفعہ گھر کا رستہ بھی نہیں ملتا۔ فرمایا اے میرے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں راستہ بھول جاؤں یا بھلا دیا جاؤں۔ لیکن یہاں اول طور پر پیش نظر دین کا رستہ ہے اور دین کی باتیں ہیں کہ مَیں تیری راہ بھول جاؤں یا مجھے تیری راہ سے بھٹکا دیا جائے۔ یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ ﴿اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ﴾ یا مَیں کسی پر جہالت کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے۔

ہم نئے کپڑے پہنتے ہیں۔ کتنے ہیں جنہیں کپڑا پہنتے وقت خدا یاد آتا ہو۔ کپڑا پہنتے وقت ہم نے تو لوگوں کو یہ دیکھا ہے کہ Selfridges یاد آتا ہے یا دوسرے سٹور یاد آجاتے ہیں کہ ہم نے وہاں سے لیا اور وہاں سے لیا۔ کیسی ہوشیاریاں اختیار کیں، کتنے پیسے بچائے، یہی باتیں سنتے ہیں۔ لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کپڑا پہنتے ہیں تو عرض کرتے ہیں ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ﴾۔ اے میرے اللہ سب حمد تیرے لئے ہے کیونکہ تُو نے مجھے یہ پہنایا۔ مجھ میں کب طاقت تھی کہ مَیں اپنے لئے کچھ لباس حاصل کر سکتا، کچھ پہن لیتا۔ ہر عطا تیری عطا ہے۔ پس ایک بھی زندگی کا ایسا لمحہ نہیں جہاں آخری قدرت والے خدا کو یاد نہیں کیا جاتا۔ اس کے بظاہر سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچتے پہنچتے مظہر اول اور اس ذات کو بھلا دیتے ہیں جس سے تمام مذاہب نکلتے ہیں۔ ربّ تو اللہ ہے لیکن یہ ربوبیت مختلف ذرائع سے ہم تک پہنچتی ہے۔ کبھی ماں باپ کے ذریعہ کبھی اپنے مالکوں کے ذریعہ، کبھی دوستوں کے ذریعہ۔ کبھی اتفاق میں راہ چلتے بھی دولتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ وہ آخری چہرہ ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں، ہماری نظریں ان چہروں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نظر ان تمام چہروں سے پاک جیسے ان کا کوئی وجود نہ ہو اس آخری ہاتھ پر پڑتی ہے جو اول ہاتھ ہے جو اللہ کا ہاتھ ہے اس کے سوا اور کوئی ہاتھ نہیں ہے دینے والا۔ تو فرماتے ہیں: ﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ﴾۔ اے میرے اللہ سب حمد تیرے لئے ہے کیونکہ تُو نے مجھے یہ لباس پہنایا ہے۔

پھر آئینہ دیکھتے تھے تو دعا کرتے تھے ﴿اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِي فَاَحْسِنْ خُلُقِي﴾۔ اے میرے اللہ جیسے تو نے میرا چہرہ خوبصورت بنایا ہے ویسے ہی میرا اندرونہ بھی پاکیزہ کر۔ خوبصورت بنادے میرے اخلاق کو خوبصورت کر دے۔ اب یہ وہ ایک موقع ہے جس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ظاہری چہرے کی ایک جھلک ہمیں دکھائی دینے لگتی ہے ورنہ اتنے منکسر المزاج تھے کہ انسان سوچ نہیں سکتا کہ اپنے حسن کی بات کریں لیکن سچے بھی اتنے زیادہ تھے۔ یہ مشکل تھی اپنے خدا کی حمد بیان کرنی تھی وہاں تو سچ بولنا ہی بولنا تھا چاہے اس سے شرمندگی ہی ہوتی۔ تو اللہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں مَیں نے چہرہ دیکھا ہے بہت خوبصورت ہے۔ مَیں تیرا بے حد ممنون ہوں اتنا پیارا چہرہ تو نے مجھے عطا کیا ہے پس میرے خُلق کو بھی ایسا ہی بنادے۔ ﴿وَحَرِّمْ وَجْهِي عَلَى النَّارِ﴾ اور میرے چہرے کو آگ پر حرام کر دے۔ یہاں ایک نیا انداز بیان ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ آگ کو میرے چہرے پر حرام کر دے بلکہ فرمایا کہ میرا چہرہ آگ پر حرام کر دے۔ آگ کو اجازت نہ ہو کہ اس چہرے کو جلائے۔ بہت ہی عظیم الشان کلام ہے۔ بہت قوت والا کلام ہے۔ کہیں آگ ہو کوئی آگ ہو لیکن اسے مجال نہ ہو کہ وہ میرے چہرے کو جلا سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک دفعہ اسی طرح کا الہام ہوا تھا کہ: آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ تو یہ وہی مضمون ہے کہ آگ کو اجازت نہ ہو کہ مجھے جلا سکے۔

﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِيْ سَوّٰى خَلْقِي﴾۔ بہت ہی قابل تعریف ہے وہ ذات جس نے میری تخلیق کو، میرے وجود کو مناسب بنایا ﴿وَاَحْسَنَ صُوْرَتِيْ﴾ اور میری صورت کو بھی ایسا خوبصورت بنایا۔ ﴿مِنِّي مَا شَانَ مِنْ غَيْرِي﴾ اور جو کچھ غیروں کو نصیب نہیں ہو سکا حسن کی صورت میں، جوان کے ہاں بدصورتی ہے وہ میرے ہاں تو نے حسن رکھ دیا۔ یعنی ہر وہ عضو جہاں کسی بھی قسم کی غیر بدصورتی کا احتمال ہے وہاں وہی میرا عضو حسین تر ہے۔ یہ جو کلام ہے بہت گہرائی کا کلام ہے اَصدق الصادقین کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تمام وجود سر تا پا حسین تھا ورنہ دعا کے وقت یہ کلام آپ نہیں کہہ سکتے تھے۔ جس کے مقابل پر ہر دوسرے میں کہیں نہ کہیں کوئی بدی دکھائی جائے گی مگر یہ وجود ہر سقم، ہر کمزوری سے پاک تھا۔

﴿اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِي سَوّٰى خَلْقِي فَاَعْدَلَهٗ وَصَوَّرَ صُوْرَةَ وَجْهِي فَاَحْسَنَهَا﴾۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے ﴿سَوّٰى خَلْقِي﴾ جس نے میری تخلیق کو موزوں بنایا ﴿وَصَوَّرَ صُوْرَةَ وَجْهِي﴾ اور میرے چہرے کی شکل کو میرے چہرے کے وجود کو خدوخال کو بہت ہی مناسب کر دیا۔ یعنی اتنا متوازن ہے کہ کوئی ایک بھی اس کا خدوخال میں سے کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے ٹکراتا نہیں بلکہ اس سے ہم آہنگ ہوا ہوا ہے اور اسے پھر بہت ہی خوبصورت بنایا ہے ﴿فَاَحْسَنَهَا﴾ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجھے مسلمانوں میں سے بنایا۔

نیا پھل کھانے کی بھی آپ دعا کیا کرتے تھے۔ بازار میں داخل ہونے کی بھی دعا کیا کرتے تھے غصے اور طیش سے بچنے کی بھی دعا کیا کرتے تھے۔ بیمار کو دیکھتے تھے تو اس وقت بھی یاد اللہ ہی آتا تھا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی آثار دکھائی دیتے ہیں وہ سب اللہ ہی کے آثار تھے۔ پس وہ مضمون جو امرءالقیس کا مَیں نے بیان کیا تھا وہ یہ تھا کہ

قِفَا نَبْكِ مِن ذِكرىٰ حَبِيبٍ وَمَنْزِلِ ۔۔۔ بِسَقْطِ اللِّوَى بَيْنَ الدَّخول فَحَوْمِلِ

کہ اے میرے ساتھیو! ٹھہرو ہم اس محبوب کے ذکر سے کچھ رو لیں جس کی منزل پر ہم یہاں ٹھہرے ہیں اور اس کی منزل کے ذکر سے رو لیں۔ اس منزل کے نشان تو مٹتے چلے جا رہے تھے اور دن بدن مٹتے مٹتے آخر وہ کلیۃً صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے مگر خدا کے حسن کے آثار کبھی مٹنے والے نہیں۔ یہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور یہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اپنے آثار کا حال ہے۔

دیوان حسان بن ثابت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر پر میں یہ شعر آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس سے آپ اندازہ کریں کہ آپ کے عشاق کا کیا حال تھا۔ جب ان آثار کو دیکھتے تھے جو محمد رسول اللہ کے آثار تھے جس طرح اللہ کے آثار دیکھتے ہوئے محمد رسول اللہ کے دل کی کیفیت ہوتی تھی ویسے ہی آپ کے عشاق کی کیفیت آپ کے آثار دیکھ کر ہوتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ:۔

"اے میرے دوستو! یثرب میں مجھ پر ایک بڑی مشکل رات آئی۔ وہ مدینہ جس میں میرا محبوب رہا کرتا تھا اور ساری رات جگائے رکھنے والے غم نے مجھے آپکڑا جب کہ سارے لوگ گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔

وہ یاد کیا تھی یہ ایک ایسے پیارے وجود کا غم تھا جس نے میرے آنسو بہادئے اور اس رونے کا سبب میرے پیارے کی یاد تھی۔ پھر ایک اور قصیدے میں عرض کرتے ہیں کہ طَيْبَہ یعنی مدینے میں میرے محبوب کے روشن آثار ہیں۔ حالانکہ آثار تو مٹ جایا کرتے ہیں مگر میرے محبوب کے آثار وہ نہیں ہیں جو مٹ جائیں۔ وہ ہمیشہ روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اس حرمت والے گھر کی آیات و نشانات نہیں مٹتے جس میں نبی ہادی کا مبارک منبر ہے جس پر آپ رونق افروز ہوا کرتے تھے اور واضح اور روشن نشانات ہیں اور باقی ماندہ آثار ہیں۔ آپ کا گھر ہے جس میں آپ کی مسجد تھی۔ وہاں ایسے کمرے ہیں جن کے درمیان خدا تعالیٰ کی طرف سے نور نازل ہوتا تھا جس سے روشنی حاصل کی جاسکتی تھی۔ وہاں ایسے آثار ہیں جو بظاہر اگرچہ کچھ بوسیدہ ہو گئے مگر ان میں موجود روشن نشانات نہیں مٹے بلکہ مسلسل نکھرتے چلے جا رہے ہیں۔ وہاں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یادگاریں دیکھیں اور آپ کی وہ قبر دیکھی جس میں لحد بنانے والے نے آپ کو مٹی میں چھپا دیا۔

پس سب سے زیادہ ذکر کرنے والا وجود جو کائنات میں کبھی پیدا ہوا جو اپنے رب کی یاد میں مجسم یاد بن گیا وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اور خود آپ مجسم ذکر بن گئے اور وہ تمام صفات حسنہ خدا سے آپ نے پالیں جو ذکر کو ابدیت بخشتی ہیں، جو ذکر کو ہمیشہ کے لئے زندہ کرتی ہیں۔ پس ﴿صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾۔ اے تمام لوگو جو اللہ کے ذکر کی توفیق پاتے ہو اس ذکر کے ساتھ سب سے بڑے ذکر کرنے والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی یاد کر لیا کرو۔ ﴿وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً﴾۔ اور صبح بھی اس پر درود بھیجا کرو اور رات کو بھی درود بھیجا کرو۔

تمام احباب ان دنوں اور خاص طور پر رمضان المبارک میں یہ دعا کثرت سے پڑھیں

"اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِم"

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ — Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ — Dishes from 35cm to 1.2m

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER — EXPORT

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

* All prices are exclusive of VAT

بقیہ: رمضان کی فضیلت اور فوائد
از صفحہ ۴

تلاوت میں اپنا کافی وقت صرف کرنا پڑتا ہے۔ غرض رمضان کے ایام میں اپنی عادت کی بہت کچھ قربانی کرنی پڑتی ہے اور یہ قربانی ایک دن نہیں، دو دن نہیں بلکہ متواتر ایک مہینہ تک بغیر ناغہ کے کرنی پڑتی ہے۔ پس روزوں سے استقلال کا عظیم الشان سبق ملتا ہے اور در حقیقت بغیر مستقل قربانیوں کے کوئی شخص خدا تعالیٰ کو نہیں پا سکتا کیونکہ حقیقی محبت جوش دلانے سے تعلق نہیں رکھتی اور نہ وہ عارضی ہوتی ہے بلکہ حقیقی محبت استقلال سے تعلق رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معلوم ہوا کہ آپ کی ایک بیوی نے چھت سے ایک رسہ اس لئے لٹکا رکھا ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے انہیں اونگھ آنے لگے تو اس کا سہارا لے لیں۔ تو آپؐ نے فرمایا یہ کوئی عبادت نہیں۔ عبادت وہی ہے جسے انسان بشاشت سے ادا کر سکے اور جس کے نتیجہ میں ایسا ملال پیدا نہ ہو جو اس کے دوام اور استقلال کو قطع کرنے کا موجب بن جائے۔

اسی طرح روزوں کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ مومنوں کو ایک مہینہ تک اپنے جائز حقوق کو بھی ترک کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ انسان گیارہ مہینے حرام چھوڑنے کی مشق کرتا ہے مگر بارھویں مہینہ میں وہ حرام نہیں بلکہ حلال چھوڑنے کی مشق کرتا ہے۔ یعنی روزوں کے علاوہ دوسرے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے ہم کس طرح حرام چھوڑ سکتے ہیں مگر روزوں کے ایام میں ہم یہ نمونہ دکھاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے لئے کس طرح حلال چھوڑ سکتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حلال چھوڑنے کی عادت پیدا کئے بغیر دنیا میں حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں اکثر فساد اس لئے نہیں ہوتے کہ لوگ حرام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ اکثر فساد اس لئے ہوتے ہیں کہ لوگ حلال کو بھی ترک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ وہ لوگ بہت ہی کم ہیں جو ناجائز طور پر کسی کا حق دبائیں مگر وہ لوگ دنیا میں بہت زیادہ ہیں جو لڑائی اور جھگڑے کو پسند کر لیں گے مگر اپنا حق چھوڑنے کے لئے کبھی تیار نہیں ہونگے۔ سینکڑوں پاگل اور نادان دنیا میں ایسے ہیں جو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے دنیا میں عظیم الشان فتنہ و فساد پیدا کر دیتے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ دنیا کا امن برباد ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر وہ ذاتی قربانی کریں تو بہت سے جھگڑے اور فساد مٹ سکتے ہیں اور نہایت خوشگوار امن قائم ہو سکتا ہے۔

پس رمضان کا مہینہ ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ تم صرف حرام ہی نہ چھوڑو بلکہ خدا تعالیٰ کے لئے اگر ضرورت پڑ جائے تو حلال یعنی اپنا حق بھی چھوڑ دو تاکہ دنیا میں نیکی قائم ہو اور خدا تعالیٰ کا نام بلند ہو۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسلامی عبادتیں اپنے اندر کئی قسم کے سبق رکھتی ہیں۔ بعض سبق ایسے ہوتے ہیں جو ہر عبادت سکھاتی ہے اور بعض سبق ایسے ہوتے ہیں جو ایک سے زیادہ عبادتوں کی نسبت سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض سبق ایسے ہیں جو ساری عبادتوں کی مجموعی حالت سے پیدا ہوتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ عالم میں ہمیں یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ اس کا ہر فرد اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ پھر دو افراد مل کر اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں۔ پھر دو سے زیادہ افراد مل کر ایک حقیقت پیدا کرتے ہیں۔ پھر سارا عالم اپنے اندر ایک حقیقت رکھتا ہے۔ یہی حال عبادتوں کا ہے اور جس طرح قانون قدرت میں ایک ترتیب اور ربط موجود ہے اسی طرح عبادتوں میں بھی ربط ہے۔ مگر یہ بات صرف شریعت اسلامیہ میں ہی پائی جاتی ہے باقی شرائع میں نہیں۔ ان میں نماز، زکوٰۃ اور روزہ قسم کی عبادتیں ہیں۔ مگر ان کا آپس میں کوئی ربط نہیں۔ وہ ایسی ہی ہیں جیسے بکھری ہوئی اینٹیں۔ لیکن شریعت اسلامیہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا ہر حکم اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔ پھر سارے کے سارے احکام مل کر اپنے اندر ایک اور حکمت رکھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال نماز اور روزہ ہے۔ نماز اپنی ذات میں ایک سبق رکھتی ہے اور روزہ بھی اپنی ذات میں ایک سبق رکھتا ہے مگر پھر نماز اور روزہ مل کر ایک اور سبق رکھتے ہیں۔ اگر نماز نہ ہوتی، صرف روزے ہوتے تو یہ سبق رہ جاتا۔ اور اگر روزے نہ ہوتے صرف نماز ہی ہوتی تب بھی ایک سبق رہ جاتا۔ بے شک روزے اپنی ذات میں مفید ہیں اور نماز اپنی ذات میں مفید ہے جس طرح اسلام کی ساری عبادتیں اپنی اپنی ذات میں مفید ہیں لیکن نماز اور روزہ مل کر ایک نیا سبق دیتے ہیں جس کا میں اس موقعہ پر ذکر کر رہا ہوں۔

نماز کا اصل مقام طہارت ہے جسے وضو کی حالت کہتے ہیں۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص وضو کر کے نماز کے لئے بیٹھ جاتا ہے وہ نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔ نماز اس حالت کا انتہائی مقام ہے۔ ورنہ اصل نماز مومن کی وہ قلبی کیفیت ہے جو وضو سے تعلق رکھتی ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ وضو کی کیا حقیقت ہے؟ وضو کے ذریعہ جو فعل ہم کرتے ہیں وہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ خواہ پیشاب پاخانہ کے رنگ میں خارج ہو یا ایسے رنگوں میں خارج ہو جن سے طہارت کو نقصان پہنچتا ہے۔ غرض وضو کا مدار کسی چیز کے جسم سے نہ نکلنے پر ہے۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ نماز کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم سے خارج نہ ہو۔ لیکن روزہ کی طہارت کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم کے اندر داخل نہ ہو۔ بیشک روزہ میں مرد و عورت کے تعلقات سے بھی روکا گیا ہے مگر یہ اس لئے ہے کہ روزہ کی حالت میں انسان کی کلی توجہ اور طرف نہ ہو۔ ورنہ روزہ کا اصل مدار کسی چیز کے جسم میں داخل نہ ہونے پر ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ روزہ کا مدار اس امر پر ہے کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہو۔ اگر صرف نماز ہی ہوتی اور وضو صرف ظاہری صفائی ہوتا تو کہا جاتا کہ اس سے مراد صرف ہاتھ منہ اور پاؤں کا دھونا ہے۔ اسی طرح اگر روزہ ہوتا اور کوئی چھوٹی موٹی چیز کھالی جاتی تو کہا جا سکتا تھا کہ روزہ سے مراد فاقہ کرانا ہے۔ لیکن جسم سے کچھ خارج ہونے سے وضو کا باطل ہو جانا اور کسی چیز کے جسم میں داخل ہونے سے روزہ کا ٹوٹ جانا بتاتا ہے کہ کسی چیز کے خارج ہونے کا نماز سے اور کسی چیز کے اندر داخل ہونے کا روزہ سے تعلق ہے۔ ان دونوں کو ملا کر یہ لطیف بات نکلتی ہے کہ انسان طہارت میں اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ دو احتیاطیں نہ کرے۔ یعنی بعض چیزیں اپنے جسم سے نکلنے نہ دے اور بعض چیزیں داخل نہ ہونے دے تو طہارت کامل ہو جاتی ہے۔ نماز اور روزہ سے مجموعی طور پر انسان کو یہ گُر سکھایا گیا ہے کہ ہر انسان کو یہ امر مد نظر رکھنا چاہئے کہ بعض چیزوں کے جسم سے نکلنے کی وجہ سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ انہیں داخل نہ ہونے دے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی گندی چیزیں ہیں جن کا نکلنا روحانیت کے لحاظ سے مضر ہوتا ہے۔ دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ گند کا نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ کیا ایسے گند بھی ہیں جن کا نہ نکلنا اچھا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تشریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گند ایسے بھی ہیں جن کا نہ نکلنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کی طبیعت میں غصہ زیادہ ہے۔ اگر کسی موقعہ پر اسے سخت غصہ آ گیا مگر وہ اسے نکلنے نہیں دیتا تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ۔ نیک اور متقی انسان کو بھی غصہ آ جاتا ہے مگر وہ اسے روک لیتا ہے۔ جیسے نماز کے وقت اس بات کا لحاظ رکھ لیتا ہے کہ اس وقت ایسی چیزیں ظاہر نہ ہوں جو وضو کو باطل کر دیں۔ بعض کیفیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ روک دینے سے کم نکلتی ہیں اور اگر انہیں نکلنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے تو بڑھ جاتی ہیں۔ غصہ بھی ایسی ہی کیفیات میں سے ہے۔ ہمارے ہاں محاورہ بھی یہی ہے کہتے ہیں کہ اب تو آپ نے غصہ نکال لیا ہے اب جانے دو۔ یعنی گالی گلوچ یا مار پیٹ کے ذریعہ سے غصہ کا اظہار کر لیا ہے۔ لیکن اگر وہ اسے دبا لیتا اور روک لیتا تو وہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں اگر کسی کے دل میں کوئی برا خیال پیدا ہو مگر وہ اسے روک لے اور اس پر عمل نہ کرے تو یہ اس کے لئے نیکی ہو جاتی ہے۔ غرض قلب کے بعض ایسے حالات ہوتے ہیں کہ اگر انہیں ظاہر کیا جائے تو طہارت باطل ہو جاتی ہے لیکن اگر ان کو دل ہی میں رکھیں تو نیکی بن جاتی ہے۔ یہ سبق نماز سے حاصل ہوتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ کوئی چیز جسم میں داخل نہ ہونے دی جائے۔ اس کی مثال جھوٹ، استہزاء، چغلخوری اور غیبت وغیرہ کی باتیں ہیں۔ ان کا نہ سننا بھی نیکی ہوتا ہے کیونکہ ایسی باتیں انسان کو روحانیت سے عاری کر دیتی ہیں۔ پس اخلاق فاضلہ مکمل کرنے کے لئے ان دونوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ بعض قسم کے گندوں کو باہر نہ نکلنے دیا جائے اور بعض کو اندر داخل نہ ہونے دیا جائے۔ روزہ ہمارے لئے سبق رکھتا ہے کہ ہم ان تمام ناپاک اور گندی باتوں سے بچیں جن کو اپنے اندر داخل کرنے سے ہماری روحانیت باطل ہو جاتی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اس سوال کا جواب کہ روزے صرف رمضان کے مہینہ میں ہی کیوں رکھوائے جاتے ہیں سارے سال پر ان کو کیوں نہ پھیلا دیا گیا یہ ہے کہ جب تک تواتر اور تسلسل نہ ہو صحیح مشق نہیں ہو سکتی۔ ہر مہینہ میں اگر ایک دو دن کا روزہ رکھ دیا جاتا تو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک وقت کے کھانے میں تو بعض اوقات سیر وغیرہ کے باعث بھی دیر ہو جاتی ہے یا بعض اوقات مصروفیتوں کے باعث بھی کھانا نہیں کھایا جا سکتا۔ مگر کیا اس سے بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے؟ حکومت بھی فوجیوں سے متواتر مشق کراتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہر مہینہ میں ایک دن ان کی مشق کے لئے رکھ دے۔ غرض جو کام کبھی کبھی کیا جائے اس سے مشق نہیں ہو سکتی۔ مشق کے لئے مسلسل کام کرنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پورے ایک ماہ کے روزے مقرر فرما دئے تاکہ مومنوں کو خدا تعالیٰ کے لئے بھوکا پیاسا رہنے اور رات کو عبادت کے لئے اٹھنے اور دن کو ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم کرنے کی عادت ہو اور ان کی روحانی صلاحیتیں ترقی کریں۔

غرض رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص برکات اور خاص رحمتیں لے کر آتا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کے انعام اور احسان کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں اور انسان جب چاہے ان سے حصہ لے سکتا ہے صرف مانگنے کی دیر ہوتی ہے ورنہ اس کی طرف سے دینے میں دیر نہیں لگتی کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہاں بندہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر بعض دفعہ دوسروں کے دروازہ پر چلا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے جنگ بدر کے بعد ایک عورت کو دیکھا کہ وہ پریشانی کے عالم میں ادھر اُدھر پھر رہی تھی۔ اسے جو بچہ بھی نظر آتا وہ اسے اٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیتی اور پیار کر کے چھوڑ دیتی۔ آخر اسی طرح تلاش کرتے کرتے اسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اسے لے کر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا اس عورت کو

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

آئینِ پاکستان کی بعض خلافِ قرآن وسنت ترامیم
ملک کے چند اہلِ بصیرت قانون دانوں کی نظر میں

(بشیر احمد زاھد)

پاکستان کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف صاحب نے چیف ایگزیکٹو آف پاکستان کی حیثیت سے پچھلے دنوں جو تقریریں کیں اور بیانات دئے ان میں آپ نے بڑی صراحت اور وضاحت سے دوٹوک لفظوں میں یہ کہاکہ:

"۱۹۷۳ء کا آئین بنانے والوں نے خود ہی اس میں ترامیم شروع کردیں۔ ہم ایک دستوری کمشن بنائیں گے جو آئینی ترامیم کا جائزہ لے گا اور آئین میں ترامیم کرے گا"۔

پھر کہا:

"دنیا جانتی ہے کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے۔ یہ اسلامی جمہوریہ ہی رہے گا مگر مذہب کے نام پر استحصال نہیں ہوگا۔ مذہب کو ذاتی مفادات کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا۔ قرآن وسنت سے راہنمائی حاصل کی جائے گی"۔

پھر آپ نے مزید کہا:

"میں پکا مسلمان ہوں۔ پاکستان اسلامی ریاست ہے لیکن تنگ نظر خیالات سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اسلام کے بارہ میں صرف ان کا نظریہ صحیح ہے"۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر چھ رکنی سیکیورٹی کونسل کا اعلان کرتے ہوئے کہا:

"اسلام ہمیں نفرت اور اشتعال نہیں سکھاتا بلکہ برداشت اور امن کی تعلیم دیتا ہے۔ میں علماء کا بیحد احترام کرتا ہوں۔ وہ آگے آئیں اور اسلام کی صحیح روشنی پھیلائیں۔ مذہبی رواداری کو فروغ دیں اور ان عناصر کی حوصلہ شکنی کریں جو اپنے مذموم مقاصد کی خاطر مذہب کا نام استعمال کرتے ہیں"۔

اور لطف یہ ہے کہ آپ نے اپنی ایک تقریر اور ایک بیان میں خداتعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا کرتے ہوئے کہا:

"اے اللہ! میں قوم سے پورے خلوص، دیانت اور وفاداری سے عہد کرتا ہوں (اے) اللہ تعالیٰ مجھے وہ نظر دے کہ میں جھوٹ کے مقابلے میں سچائی کو پہچان سکوں اور مسائل کو حل کرسکوں۔ مجھے انصاف اور صحیح فیصلے کرنے کا حوصلہ دے"۔

اور پھر کہا:

"ہماری نیت خراب نہیں۔ مَیں دیانت دار ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ جو مَیں کہہ رہا ہوں اس پر عمل بھی کرسکوں"۔ آمین اللّٰھُمَّ آمین

چیف آف آرمی سٹاف جناب پرویز مشرف صاحب نے چیف ایگزیکٹو آف پاکستان کی حیثیت میں اپنی پہلی تقریر سے پہلے جس آیت قرآنی کی تلاوت کروائی تھی اس کا ترجمہ یہ ہے:

"اے ایمان دارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس بات پر نہ ابھارے کہ تم اس سے عدل نہ کرو۔ تم عدل کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کی خوب خبر رکھتا ہے"۔

قرآن کریم کی اس آیۂ کریمہ کی مدد سے مَیں پاکستان کے آئین اور اس کی بعض آئینی ترامیم کے بارے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بعض اہل علم مضمون نگاروں، معروف وکیلوں اور فاضل ریٹائرڈ ججوں کے رشحات قلم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ آئینی ترامیم کی بدولت حکمرانوں نے ماضی میں غریب بے کس عوام اور ججوں پر کیا کچھ ظلم ڈھائے ہیں؟

(1اور2)

(الف)......: روزنامہ جنگ کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر اور مخصوص کالم نگار جناب ارشاد احمد حقانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"جنرل ضیاء الحق نے قوانین کے اسلامی یا غیراسلامی ہونے کا اختیار بالواسطہ اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لئے یہ عدالت (فیڈرل شریعت کورٹ۔ ناقل) اس انداز سے قائم کی تھی کہ اس کے ججوں کے تقرر اور شرائط ملازمت پر کامل اختیار صدر کو حاصل تھا۔ کہا گیا ہے کہ ماضی میں کم از کم دو مواقع پر صدر نے اپنے اس اختیار کا ناجائز استعمال کیا۔ ایک اس وقت جب عدالت نے یہ طے کیا کہ اسلام میں رجم کی سزا کی گنجائش نہیں ہے۔ اور دوسری دفعہ اس وقت جب جسٹس شیخ آفتاب حسین نے آزادروی کا مظاہرہ کیا۔

اول الذکر کیس میں فیصلے کے روز ہی عدالت کے چیف جسٹس کو ہٹا دیا گیا اور نیا چیف جسٹس مقرر کرکے عدالت کو اختیار دے دیا گیا کہ وہ اپنے سابقہ فیصلوں پر نظر ثانی کرسکتی ہے۔

ثانی الذکر کیس (امتناع قادیانیت آرڈیننس کیس۔ ناقل) میں جسٹس شیخ آفتاب حسین کو ایک غیر ملکی دورہ سے واپسی پر بتایا گیا کہ انہیں ان کے منصب سے الگ کر دیا گیا ہے اور انہیں وزارت انصاف میں او۔ایس۔ڈی لگا دیا گیا ہے۔

ان دو مثالوں سے وفاقی شرعی عدالت پر انتظامیہ کے بالواسطہ اثر اور کنٹرول کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جسٹس شیخ آفتاب حسین نے اس فیصلے کو اپنی توہین سمجھا اور مستعفی ہونے کو ترجیح دی"۔

(جنگ پاکستان ۱۳؍جون ۱۹۹۱ء)

(ب)......: مشہور مرحوم علم دوست پروفیسر وارث میر صاحب رقم فرماہیں:

"ایک قاضی یا چند نامزد اور پسندیدہ ججوں پر مشتمل فیڈرل شریعت کورٹ کو منتخب پارلیمنٹ اور آئین پر فوقیت حاصل ہو گئی تو...... عدالتوں میں اودھم مچ جائے گا۔ ماضی میں یہی مفادات بعض سپیریر عدالتوں سے جس قسم کے سیاسی فیصلے کراتے رہے ہیں اس سے اہل علم آگاہ ہیں۔ سول لبرٹیز کے تحفظ میں ہماری عدالتوں کا ریکارڈ بہت شاندار رہا ہے لیکن آئینی یا آئینی تقاضوں کے تحفظ میں ہماری عدالتیں بے بس ہو جاتی رہی ہیں...... مثلاً شرعی عدالت نے رجم کو خلافِ اسلام قرار دیا تو عدالت شدید تنقید کی زد میں آئی۔ چیف جسٹس رخصت پر بھیج دئے گئے اور نئے انتظامات کے تحت اسی عدالت نے پہلے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا۔

ایک اور اہم دینی مسئلہ (امتناع قادیانیت آرڈیننس مسئلہ۔ ناقل) پر شرعی عدالت میں بحث جاری تھی۔ چیف جسٹس ملک سے باہر تھے۔ ان کی غیر حاضری میں انہیں وزارت مذہبی امور کا مشیر بنا دیا گیا۔ حکومت کو ایک خصوصی قانون بھی بنانا پڑا جو آر۔سی۔او کے ذریعے آئین کا حصہ بن چکا ہے۔ اس قانون کی رو سے صدر مملکت شرعی عدالت کے چیف جسٹس کو کوئی بھی دوسری ذمہ داری دے سکتے ہیں۔ اس عدالت نے حکومت کے لئے بعض اور ناخوشگوار فیصلے بھی کئے جنہیں عدالتی اور فنی بھول بھلیوں میں ڈال کر غیر مؤثر بنادیا گیا۔ ان میں دو تین ناخوشگوار فیصلے یہ تھے۔(۱) پریس اینڈ پبلیکشن آرڈیننس خلاف شریعت ہے۔(۲) سول ملازمین کی طرح افواج پاکستان کے ارکان کو بھی ملازمت کا تحفظ ملنا چاہئے اور آرمی ایکٹ میں ترمیم ہونی چاہئے۔ حکومت نے ان فیصلوں کے خلاف اپیل دائر کرتے ہوئے یہ قانون بھی خود ہی بنالیا کہ اپیل ہوتے ہی ان فیصلوں پر عمل درآمد ختم ہو جائے گا"۔ (جنگ پاکستان ۲۹؍اپریل ۱۹۸۷ء)

(ج)......: ایک اور علم دوست جناب مسعود سرور راٹھور صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"نظام پیشوائیت کے قیام کے اندیشہ کی توثیق تو مسئلہ رجم پر فیڈرل شرعی کورٹ کے اس فیصلے پر (کہ رجم کا قرآن پاک یا اسلام سے کوئی تعلق نہیں) قدامت پسند طبقہ علماء کے شدید احتجاجی رویہ سے ہو گئی تھی۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس مدلل اور مبسوط فیصلہ کو قرآن وسنت کے منافی قرار دیا گیا (اور) کسی پس پردہ شخصیت کے ایماء پر اور طے شدہ نتائج کے حصول کے لئے پریس ٹرسٹ کے اخبارات میں سطحی مضامین کا لامتناہی سلسلہ شروع کیا گیا جو اس وقت تک جاری رکھا گیا تاآنکہ حکومت نے فیڈرل شریعت کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کردی۔ سپریم کورٹ نے نظر ثانی کے لئے کیس فیڈرل شریعت کورٹ کو بھیج دیا جس کے بعد ایک حکم کے تحت علماء میں سے دو نئے اصحاب کی بطور جج فیڈرل شریعت کورٹ میں تقرری کی گئی۔ آئین میں یکے بعد دیگرے دو ترامیم کے ذریعہ پہلے فیڈرل شریعت کورٹ کو اپنے فیصلوں پر نظر ثانی کا اختیار دیا گیا اور پھر اس کو مؤثر بہ ماضی بنایا گیا اور یوں نظر ثانی کے بعد رجم قرآن و سنت کا حصہ قرارپایا۔

اس ساری مہم کے دوران علماء کے رجم کی حمایت کے سلسلہ میں شائع شدہ مضامین کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو ان میں ایسی موشگافیاں نظر سے گزرتی ہیں جو ایک عام پڑھے لکھے آدمی کے ذہن میں بہت سی اشکال کا محرک بنتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک معروف عالم دین نے جو کہ جمعیت اہل حدیث کے مکتبہ فکر کے ایک دھڑے کا کرتادھرتا ہے، تحریر فرمایا کہ آیۂ رجم کو قرآن میں ہم نہیں پاتے مگر یہ بالضرور نازل ہوئی تھی۔ آیۂ رجم متروک التلاوت ہے، متروک العمل نہیں۔ اور اس کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب روایت کو بطور سند پیش کیا۔ یعنی اپنے مزعومہ مسئلہ رجم کو قرآن کے مطابق ثابت کرنے کے لئے انہیں اس الزام سے بھی باک نہیں کہ قرآن مجید کی کچھ آیات ایسی ہیں جو سید کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر خداتعالیٰ نے وحی تو فرمائی تھیں مگر بالفعل قرآن میں موجود نہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون...... ۔

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
(ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق)

(جنگ پاکستان ۲۶؍جنوری ۱۹۸۷ء)

(د)......: اب پاکستان کے معروف اور فاضل قانون دان جناب اعجاز حسین بٹالوی کے ایک مضمون کا ایک اقتباس نذرِ قلم ہے۔ آپ رقم فرما ہیں:

"کسی قانون کے قرآن وسنت کے خلاف یا غیر مطابق ہونے کا فیصلہ قانون سازاسمبلی بھی کرسکتی تھی یا نامعلوم یا معلوم وجوہ کی بنا پر یہ حق اسی ادارے کو دینے کی بجائے فیڈرل شریعت کورٹ کو دیا گیا۔ فیڈرل شریعت کورٹ ہمارے ہاں ایک نیا ادارہ ہے بلکہ اس سفر میں جسے پاکستان کے قومی وجود تشخص کی تلاش کہا ہے ایک نیا تجربہ ہے اس سلسلے میں ماضی قریب کی دو یادیں چنداں خوشگوار معلوم نہیں ہوتیں:

(الف) اس فاضل عدالت نے قرآن حکیم کی روشنی میں سنگساری کے قانون کو احکام قانون سے غیر مطابق قرار دیا۔ اس فیصلے کے بعد اس عدالت کے بارے میں جس طرح ہرزہ سرائی کی گئی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ قانون کی کتاب سے توہین عدالت کا قانون شاید حذف کر دیا گیا ہے۔ ایک ایسا طوفان اس ادارے کے خلاف اٹھایا گیا کہ کچھ عرصہ کے بعد اس فاضل عدالت کے چیف جسٹس اور ان کے چند رفیق رخصت ہوگئے اور نئے جج صاحبان

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

کے آنے کے بعد وہ فیصلہ کالعدم ہو گیا۔

(ب): دوسرا ابھی ڈیڑھ دو سال پہلے کی بات ہے ایک نہایت اہم دینی مسئلے (امتناع قادیانیت آرڈیننس۔ناقل) پر ایک اپیل زیر سماعت تھی۔ دلائل ختم ہوئے اور فیصلہ دینے سے پہلے اس فاضل عدالت کے چیف جسٹس پاکستان سے باہر گئے ہوئے تھے تو حکومت کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ انہیں اس منصب سے رخصت کر کے وزارت قانون میں مذہبی امور کا مشیر مقرر کر دیا گیا ہے۔ واپسی پر وہ فاضل چیف جسٹس واپس اپنے گھر تشریف لے گئے"۔(حرمت ۷/فروری ۸۷ء)

☆......☆......☆......☆

(3)

ایک اور مسئلہ جس پر ان دنوں ہی بہت کچھ لکھا گیا تھا جب اس کو "قانون شہادت" کے طور پر پاکستانی آئین میں شامل کیا گیا تھا۔ اس بارہ میں ڈاکٹر جینیفر صاحب رسالہ "پائیدار ترقی" میں لکھتے ہیں:

"ضیاء دور میں اسلامی پینل کوڈ لاگو کر دیا گیا۔ اگرچہ ان سزاؤں کے پوری قوم پر بہت برے نفسیاتی اثرات پڑے تاہم بدترین اثرات زنا اور زنا بالجبر کے آرڈیننس کے تھے جن سے خواتین کے لئے انصاف اور دفاع کے حقوق پر زد پڑی......اس کا شکار ہونے والی خواتین ہی بالآخر سزا کی حق دار ٹھہرتی ہیں کیونکہ انہیں چار صالح مرد مسلمان گواہوں کی شہادت چاہئے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر گواہی نہ لائی جائے تو ان پر قذف لاگو کر دی جاتی ہے۔ ایسے بہت سے کیس ہیں جہاں زنا یا زنا بالجبر کی ملزم خواتین کو سزائیں دی گئیں۔ ایسے ہی ایک کیس میں ایک اندھی لڑکی صفیہ بی بی کو ایک زمیندار اور اس کے بیٹے نے زنا بالجبر کا شکار کیا۔ الٹا اسے سزا ملی۔ مرد کھلے دندناتے پھرتے رہے۔

۱۹۸۷ء میں قصاص و دیت کا قانون لاگو ہوا۔ اس کے مطابق کسی عورت کو زخمی یا ہلاک کیا گیا تو اس کے ازالے کے لئے دی جانے والی رقم مضروب مرد یا متوفیٰ مرد کی نسبت آدھی دی گئی۔ حدود آرڈیننس کے تحت کسی غیر مسلم کے گھر چوری، حملہ یا زنا بالجبر کے نیت سے داخل ہونے والوں کو بھی عملاً سزا نہیں مل سکے گی کیونکہ وہاں چار صالح مسلمان مردوں کی گواہی دستیاب نہیں ہوتی۔ کمزور، غریب اقلیتیں اور بالخصوص خواتین ہی حدود آرڈیننس کی سزاوار ٹھہریں گی"۔

(رسالہ "پائیدار ترقی" صفحہ ۵۳،۵۴)

☆......☆......☆......☆

(4)

مسئلہ رجم اور امتناع قادیانیت آرڈیننس اور قانون شہادت کے بعد چوتھا مسئلہ توہین رسالت کا ہے۔ توہین رسالت کی موجودہ سزا کیونکر قانون بنی؟ اس کی کچھ کچھ وجہ ہفت روزہ "انٹر نیشنل ختم نبوت" کے اس خصوصی نوٹ سے ہوتی ہے جو "توہین رسالت کا بل اور قادیانی" کی سرخی سے شائع ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:

"گزشتہ دنوں قومی اسمبلی نے "توہین رسالت" کا جو بل منظور کیا ہے اُس پر متعدد حلقوں کی طرف سے تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں۔ اس بل میں توہین رسالت کے لئے موت یا عمر قید کی سزا تجویز کی گئی ہے۔ (بعد میں تو فیڈرل شریعت کورٹ کے ایک فیصلہ کے مطابق اس کی سزا صرف موت ہی رہ گئی ہے ۔ناقل) ہمارا خیال تھا کہ اس بل کے منظور ہوتے ہی قادیانیوں کے شہر سدوم ربوہ میں چھاپہ پڑے گا اور مرزا قادیانی کی وہ کتابیں جن میں تاجدار ختم نبوت سردار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی توہین یا گستاخی کی گئی ہے فوراً ضبط کر کے مرزا قادیانی کو نہ سہی کہ وہ جہنم رسید ہو چکا ہے (پناہ بخدا۔ناقل) کم از کم ان کتابوں کے پرنٹر پبلشر اور قادیانی جماعت کے شعبہ نظارت اصلاح وارشاد کے کارپردازوں کو گرفتار کر کے اس بل پر عملدرآمد کرایا جائے گا اور انہیں پھانسی دی جائے گی۔ لیکن

؎ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

وہ کتابیں بھی موجود ہیں ، شعبہ نظارت اصلاح وارشاد کا دفتر بھی قائم ہے، اس کے انچارج اور عملہ کے ارکان بھی موجود ہیں، ضیاءالاسلام کے نام سے پریس بھی چالو ہے۔ کوئی باز پرس کرنے والا نہیں ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسلم لیگی حکمرانوں نے یہ بل محض مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے یا اپنے کو اسلام کا چیمپئن ظاہر کرنے کے لئے پاس کرادیا ہے کیونکہ اس بل کی کاغذ کے ایک پرزے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں ہے۔

مزید لکھتا ہے:

"جب سے مسلم لیگ برسر اقتدار آئی ہے اس وقت سے وزیروں، مشیروں نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت سے متعدد وعدے کئے۔ قادیانیوں کی طرف سے اسلامی شعائر و اصطلاحات کے بے دریغ استعمال کو روکنے کا وعدہ کیا گیا۔ (بلکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا گیا۔ناقل) مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اسلم قریشی کیس کے مجرموں کو گرفتار کرنے (جن کی نشاندہی بھی کر دی تھی) اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن ہنوز روز اول است کے مصداق اس سلسلے میں ذرہ بھر پیش رفت نہیں ہوئی (حالانکہ وہ مولانا بعد میں خود ہی پاکستان آگئے تھے۔ناقل) اس ڈھیلی ڈھالی پالیسی کا نتیجہ یہ ہے کہ قادیانی بیرون ملک پاکستان کے خلاف ایک زوردار تحریک شروع کئے ہوئے ہیں"۔(جھوٹ صریحا جھوٹ۔ناقل)۔

(ہفت روزہ "انٹرنیشنل ختم نبوت" کراچی ۲۹/اگست تا ۴/ستمبر ۱۹۸٦ء صفحہ ۹)

اس سلسلہ میں ڈاکٹر جینیفر، جو سہ ماہی رسالہ "پائیدار ترقی" اسلام آباد کے ادارتی بورڈ کے ممبر ہیں ان کے ایک مضمون "مذہبی سیاست" سے چند اقتباسات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"ضیاء الحق کو اپنے اقتدار کو جائزیت دلوانی تھی اس لئے انہوں نے شریعت کے نام پر تمام قانونی ڈھانچے کو تہس نہس کر دیا"۔(صفحہ ۵۰)

"تاہم قیام پاکستان کے بعد سیاسی مفادات کے لئے اسلام کا نام سب سے پہلی بار ذوالفقار علی بھٹو نے استعمال کیا۔ پاکستان کا پہلا جمہوری آئین بناتے وقت ان پر مذہبی سیاسی جماعتوں اور بقول طارق علی سعودی عرب نے دباؤ ڈالا۔ تاہم ان کے اقدامات دل سے نہیں لئے گئے تھے اور فقط اپنی مقبولیت بڑھانے کا ایک ذریعہ تھا"۔(صفحہ ۵۲،۵۳)

پھر لکھتے ہیں:

پاکستان پینل کوڈ میں دفعہ 295/C توہین رسالت کے قانون کا شامل کیا جانا اسی میں شامل ہے۔ ان قوانین سے اقلیتوں کے خلاف جرائم میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ موجودہ پینل کوڈ میں قانون میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا جرم قرار نہیں دیا گیا بلکہ جرم کو اسلام کی توہین یا گستاخی کے معنوں میں لیا گیا ہے۔ ان جرائم میں پیغمبر اسلام ان کے ساتھیوں اور اہل خاندان کی توہین یا بے حرمتی یا قرآن کی بے حرمتی شامل ہے۔ احمدیوں کے لئے آپ کو مسلمان کہلانے کو بھی جرم قرار دیا گیا ہے"۔(صفحہ ۵٦)

"۱۹۸۰ء میں پی۔پی۔سی میں دفعہ 298/A کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت کسی شکل میں اسلام کے معزز لوگوں کی شان میں گستاخانہ فقروں کو تین سال تک قابل سزا قرار دیا گیا"۔(صفحہ ۵۷)

"جب کہ ۱۹۸۰ء میں 295/B نافذ کی گئی جس میں قرآن کی بے حرمتی مذکور تھی۔ ۱۹۸۴ء میں ترمیم کے ذریعے براہ راست احمدی کمیونٹی کو مخاطب کیا گیا اور انہیں اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے یا اپنے عقیدہ پر عمل کرنے اور اس کی تشہیر کرنے کو جرم قرار دیا گیا۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں ضیاء الحق نے 298/B اور 298/C میں آرڈیننس کے ذریعے احمدیوں کے اسلام سے مشابہ کسی بھی طرح کے عمل کرنے کو جرم قرار دیا۔ ۱۹۸٦ء میں کرمنل لاء امینڈمنٹ ایکٹ ۱۹۸٦ء کے ذریعے دفعہ 295/C کا اضافہ کیا گیا جس کے تحت نبی کی توہین یا گستاخی سزائے موت یا عمر قید کی حد تک قابل سزا جرم ٹھہرے"۔(صفحہ ۵۷)

پھر لکھتے ہیں:

"اقلیتی گروہوں کے خلاف مخاصمت کے ساتھ ساتھ زیادہ ترکیسوں میں پتہ چلا ہے کہ ذاتی دشمنی، پیشہ وارانہ یا معاشی رقابت یا سیاسی فائدہ اٹھانے ایسے محرکات بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس قانون کے تحت بند کئے جانے والے افراد کو بالآخر ان کے مذہبی خیالات کی پاداش میں سزاؤں کا سامنا ہے جو کہ کسی بھی شخص کے حقِ آزادیٔ فکر و ضمیر اور مذہبی حق کی سراسر خلاف ورزی ہے"۔

"۱۹۹۱ء میں ہونے والی قانونی تبدیلیوں کے بعد 295/C کے تحت توہین رسالت کی سزا سزائے موت ہے۔ اب تک دو افراد کو سزا سنائی جا چکی ہے ......کم از کم چار عیسائی افراد وفات پا چکے ہیں۔ ان میں سے ایک کی موت جیل میں پراسرارانہ حالت میں ہوئی۔ جبکہ تین دوسروں کو حملہ آوروں نے قتل کر دیا"۔(صفحہ ۵۷)

"اکتوبر ۱۹۹۳ء کے انتخابات میں سیکولر پیپلز پارٹی نے اکثریت حاصل کی......تاہم اسی دوران اقلیتی گروہوں پر مذہبی بنیادوں پر ہونے والے حملوں میں اضافہ ہوا۔ ۱۹۹۳ء کے اواخر اور ۱۹۹۴ء کے شروع مہینوں میں جماعت احمدیہ کے اراکین پر کم از کم ۱۳ حملے کئے گئے۔ غیر سرکاری ہیومن کمیشن آف پاکستان کے مطابق ۱۹۸۷ء اور ۱۹۹۲ء کے درمیانی عرصہ میں ۱۰٦ احمدیوں پر 298/B اور 298/C کے تحت اس وجہ سے مقدمے چلائے گئے اور سزائیں دی گئیں کہ وہ اپنے عقیدہ پر عمل یا تبلیغ اس بنیاد پر کر رہے تھے۔ کراچی کے آرچ بشپ نے اپریل ۱۹۹۴ء میں کہا کہ اس عرصہ کے دوران تقریباً ۲۵ عیسائیوں پر توہین رسالت کے مقدمے بنائے گئے۔

"توہین رسالت کے قانون کی آڑ میں آخری بار خونریزی ۱۹۹۷ء کے شروع میں عیسائی آبادی پر مشتمل ایک گاؤں شانتی نگر میں ہوئی۔ مدرسوں میں پڑھنے والے منظم طالبان نے پورے گاؤں کو آگ لگا کر راکھ کر دیا"۔

(رسالہ "پائیدار ترقی" اپریل تا جون ۱۹۹۸ء، صفحہ ۵۹)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
☆......☆......☆
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ کے

نویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

(ملک حبیب احمد ۔ قائد عمومی مجلس انصارالله سوئٹزرلینڈ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ سوئٹزرلینڈ کا نواں سالانہ اجتماع ۹،۱۰ر ستمبر ۲۰۰۰ء کو مسجد محمود رزیورک میں ہوا جس میں پہلی بار مسجد کے بیرونی حصہ برلب سڑک لوائے احمدیت اور لوائے انصاراللہ لہرایا گیا جو مکرم طارق ولید ترنٹر صاحب امیر جماعت سوئٹزرلینڈ نے لہرایا۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے (جو خود خادم ہیں) وضاحت فرمائی کہ عام طور پر خدام سے انصار میں داخلہ پر احباب ہچکچاتے ہیں جبکہ خداتعالیٰ کے نزدیک اس عمر میں روحانی طور پر پختگی آتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو چالیس سال کے بعد مبعوث فرمایا۔ آپ کی تقریر جرمن زبان میں تھی جس کا رواں ترجمہ اردو میں کیا گیا۔ بہرحال ان کی تقریر کا خلاصہ و مفہوم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اس شعر پر مشتمل تھا۔

وہ عمر کہ جس میں پاتی ہے عقل نور و جلا
تم اس کو شیب کہو ہم اس کو شباب کہتے ہیں

مکرم امیر صاحب کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب طاہر صدر مجلس انصاراللہ سوئٹزرلینڈ نے ذیلی تنظیموں کے تحت ان اجتماعات کا مقصد بیان کیا کہ ان کا مقصد تعلیم و تربیت ہے اور انصاراللہ میں زندہ دلی پیدا کرنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے الفاظ میں "جوانوں کے جوان" بنانا ہے۔

اس اجتماع میں درس قرآن مجید، حدیث و ملفوظات کے علاوہ علمی مقابلہ جات بھی ہوئے جن میں مقابلہ حفظ قرآن، تقاریر، پیغام رسانی اور مشاہدہ معائنہ دلچسپ رہے۔

مورخہ ۱۰ر ستمبر کو ایک پکنک کا بندوبست تھا۔ چنانچہ مسجد سے دوپہر کے بعد ایک نزدیکی کھلی جگہ پہنچے جہاں پُر تکلف کھانے کے بعد مقابلہ رسہ کشی، Slow Cycle، اور بینی پکڑنے کے دلچسپ مقابلے ہوئے۔ موسم بہت خوشگوار تھا۔ کئی ایک سوئس لوگوں نے بھی ان دلچسپ مقابلہ جات کو دیکھا اور محظوظ ہوئے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب کی زیر ہدایت مسجد میں آکر انصار اور خدام نے نماز ظہر و عصر ادا کیں۔ مکرم امیر صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔

اختتامی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ یہ اجتماع مرکزی روایات کے مطابق اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرماکر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

پٹرول سے چلنے والے بوٹ

روسی فوج نے پٹرول سے چلنے والے بوٹ ایجاد کر لئے ہیں۔ دیکھنے میں تو بس بھاری بھر کم فوجی بوٹ لگتے ہیں لیکن ان کے اندر پٹرول انجن پوشیدہ ہے۔ ہر بوٹ کے اندر ایک پٹرول سے چلنے والا انجن فٹ ہے جس کے پسٹن، کاربوریٹر، سپارک پلگ اور پٹرول کی ٹینکی سبھی کچھ ہے۔ پنڈلیوں والے حصہ میں پسٹن ہے۔ جب آدمی چلتا ہے تو پسٹن نیچے کی طرف فائر کرتا ہے اور ایک ایسے پلیٹ فارم کو دھکا دیتا ہے جو آگے جوتے کے تلوے کو دور پھینکتا ہے۔ اور یوں آدمی اپنی رفتار اور طاقت کے مطابق چھلانگ کی طرح آگے بڑھ جاتا ہے۔ ایک قدم چار میٹر تک اور رفتار چالیس میل فی گھنٹہ تک پہنچ سکتی ہے۔ سرد جنگ کے دوران روس کے ہوابازی کے محکمہ نے یہ بوٹ اپنے فوجیوں کے استعمال کے لئے ڈیزائن کیا تھا تاکہ انفنٹری کے سپاہی جنگلوں، پہاڑوں اور میدانوں میں لمبے فاصلے پیدل بآسانی طے کر سکیں۔ لیکن انہیں بنانے کی نوبت نہ آئی اور اس کا ڈیزائن ٹاپ سیکرٹ فائلوں میں بند پڑا رہا۔ اب نمونہ (Prototype) کا پہلا بوٹ تیار ہو گیا ہے اور عام فروخت کے لئے مارکیٹ میں آ جائے گا۔ بنانے والوں کو امید ہے کہ یہ بوٹ رولر سکیٹس (Rollerskates) کا نعم البدل ثابت ہونگے۔ اور امیر ملکوں کے کھیل کود کے شائقین اسے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ نیز ایسے اشخاص جنہیں اپنے کام کاج کے دوران اکثر پیدل چلنا پڑتا ہے جیسے پوسٹ مین اور اخبار فروش، وہ اس ایجاد سے فائدہ اٹھائیں گے۔ کئی ملکوں کے فوجی بھی اس کو استعمال کرنا چاہیں گے۔ اس کی قیمت ۶۴۳ ڈالر رکھی گئی ہے۔

(مرسلہ: خالد سیف اللہ۔ آسٹریلیا)

بقیہ: رمضان کی فضیلت اور فوائد
از صفحہ نمبر ۱۰

اپنا بچہ ملنے پر اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی اللہ تعالیٰ کو اپنے گمشدہ بندہ کے ملنے سے خوشی ہوتی ہے۔ سو اُس رحیم و کریم ہستی سے تعلق پیدا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ ہر گھڑی رمضان کی گھڑی ہو سکتی ہے اور ہر لمحہ قبولیت دعا کا لمحہ بن سکتا ہے۔ اگر دیر ہوتی تو بندہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ لیکن یہ بھی اس کے احسانات میں سے ہی ہے کہ اس نے رمضان کا ایک مہینہ مقرر کر دیا تاکہ وہ لوگ جو خود نہیں اٹھ سکتے ان کو ایک نظام کے ماتحت اٹھنے کی عادت ہو جائے اور ان کی غفلتیں ان کی ہلاکت کا موجب نہ ہوں۔

پس یاد رکھو کہ روزے کوئی مصیبت نہیں ہیں۔ اگر یہ کوئی دکھ کی چیز ہوتی تو انسان کہہ سکتا تھا کہ مَیں دکھ میں کیوں پڑوں۔ لیکن جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ روزے دکھوں سے بچانے اور گناہوں سے محفوظ رکھنے اور اللہ تعالیٰ کی لقاء حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اور گو بظاہر یہ ہلاکت کا باعث معلوم ہوتے ہیں کیونکہ انسان فاقہ کرتا ہے، جاگتا ہے، بے وقت کھانا کھاتا ہے جس سے معدہ خراب ہو جاتا ہے اور پھر ساتھ ہی اس کے یہ احکام بھی ہیں کہ صدقہ و خیرات زیادہ کرو اور غرباء کی پرورش کا خیال رکھو مگر یہی قربانیاں ہیں جو اسے خداتعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہیں اور یہی قربانیاں ہیں جو قومی ترقی کا موجب بنتی ہیں"۔

(تفسیر کبیر سورۃ البقرہ زیر آیت ۱۸۴)

بقیہ: حضرت علیؓ کی پرشوکت تحریک
دعا از صفحہ ۱۲

ساتھ ہو اور اسے بھی دست قاتل کو جھٹک دینے کی توفیق نہ ہوئی ہو تو ......

ہمیں پھر سے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے آپ سے ہی سوال پوچھنا چاہئے کہ کیا ہم اپنی آزادی برقرار رکھ سکیں گے۔ گزرے وقت کو کوئی واپس تو نہیں لاسکتا لیکن کہا جاتا ہے کہ توبہ کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا"۔

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ
سلامی اور شنکن
(SALAMI & SHINKEN)
عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون
احمد برادرز
خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ
ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں
آج ہی رابطہ کیجئے
CH.IFTIKHAR & BROTHERS
TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں اعلیٰ زیورات
خریدنے کے لیے معروف نام
الرّحیم جیولرز حیدری اور نیو الرّحیم جیولرز حیدری
اور اب
الرّحیم
سیون سٹار جیولرز
مین کلفٹن روڈ
مہران شاپنگ سینٹر
کہکشاں بلاک نمبر 8
کلفٹن کراچی
فون 5874164 - 664-0231

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کاخلاصہ پیش کیاجاتاہے جودنیاکے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یاذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:
AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

امیر تیمور کادارالسلطنت ”سمرقند“

نپولین بوناپارٹ نے کہا تھا ”اب بھی مسلمانوں میں ایسی طاقت باقی ہے کہ ایک امیر تیمور ان میں پیدا ہوئے تو پھر وہ سارے یورپ کو ہرا سکتے ہیں“۔ مغلیہ سلطنت کے بانی شہنشاہ تیمور ۹؍اپریل ۱۳۳۶ء کو پیدا ہوئے اور ۱۸؍فروری ۱۴۰۵ء کو وفات پائی۔ آپ کا تعلق ترکوں کے شاہی خاندان برلاس سے تھاجس کاسلسلہ نسب قراچار سے ملتاہے جسے اپنے قبیلہ برلاس میں سب سے پہلے مسلمان ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ تیمور کے والد کانام محمد طراغائی تھا اور چچا حاجی برلاس تھے جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مورث اعلیٰ تھے۔

امیر تیمور نے ۱۳۶۹ء میں سمرقند کو اپنا دارالسلطنت بنایا اور ۳۶ سال تک پوری قوت و شوکت سے حکمرانی کی۔ اُس نے دیوار چین سے لے کر قلب روس تک اور کنار گنگا سے لے کر دریائے نیل اور بحیرۂ روم کے وسیع علاقے کو زیرنگیں کیا۔ وہ ستائیس ممالک اور دنیا کے نو مختلف حکمران خاندانوں کا شہنشاہ تھا۔

مغربی مؤرخ ہیرلڈ لکھتاہے کہ تیمور نے اپنی ہمت اور ذہانت سے ایک ایسی قوم پیدا کرلی جس کا مرکز اُس کی اپنی ذات تھی اور یہ اُس کی قیادت میں آندھی کی طرح سارے ایشیاپر چھاگئے۔ اہل یورپ اُس کے کارناموں کو ناقابل یقین خیال کرتے اور جب اُن کی صحت کا یقین ہوجاتا تو اُسے فوق البشر قرار دے کر خاموش ہوجاتے۔ اور جب وہ یورپ کی دہلیز پر نمودار ہوا تو وہاں کے بادشاہوں نے اُس کی خدمت میں سفیر روانہ کئے۔ انگلستان کے ہنری چہارم نے اُسے فتوحات پر مبارکباد دی۔ فرانس کے چارلس ششم نے اُس کی شان میں قصیدے لکھواکر بھیجے۔ یونان کے شہنشاہ مینوئل نے اُس سے امداد کی درخواست کی اور سپین کے فرمانروا شاہ قشتالیہ نے تیمور کے دربار میں سفیر بھیجا تو وہاں اُس نے مصراور چین تک کے سفیروں کو دست بستہ حاضر پایا۔ خود اُسے بھی ایک فرنگی سفیر کی حیثیت سے ہی تیمور سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی اور اُس کے ساتھ مشفقانہ سلوک اس لئے روا رکھا گیاکہ سمندر میں چھوٹی مچھلیوں کے لئے بھی جگہ ہوتی ہے۔

شہنشاہ تیمور کی خودنوشت سوانح ”تزک تیموری“ میں تیمور نے اعتراف کیا ہے کہ اُسے سلطنت اور بادشاہی خدائے کریم کی نظر کرم اور آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات کی بدولت عطا ہوئی۔ تیمور ایک بزرگ حضرت میر سید شریف کا عقید تمند اور مرید تھا۔ اُنہی کی ہدایات کے مطابق تیمور نے اپنی سلطنت کا انتظام کیااور آئین نافذ کیا۔ تمام شہروں میں مساجد اور عبادتگاہیں تعمیر کرائیں اور مدرسے کھولے۔ اُس کا دستور تھا کہ جب کسی ملک کو فتح کرتا تو وہیں کے حاکم کو اُس کی حکومت بخش کر اپنا مطیع بنالیتا۔ اُس نے ایک ہزار شتر سوار اور گھوڑ سوار اور ایک ہزار پیادہ ڈاکئے مقرر کئے جو اُسے ہمسایہ ممالک کے عزائم سے باخبر رکھتے تھے۔ جو لوگ کسی مفتوحہ ملک میں سے اُس کے پاس امداد کے لئے آتے، تیمور اُن کے ملک سے حاصل شدہ مال غنیمت میں سے بلاتفریق مذہب اُن کی مدد کرتا۔ اُس نے اکابرین دین مثلاً حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت امام ابو حنیفہؒ، حضرت امام موسیٰ کاظمؒ، حضرت سلمان فارسیؓ اور دیگر بزرگان دین کے مزاروں کی حفاظت و انتظام کے لئے دیہات وقف کئے اور وظائف مقرر کئے۔ اُس کا اصول تھا کہ رعایا کی استطاعت سے بڑھ کر ٹیکس عائد نہ کیا جائے۔ وہ کہتا تھا کہ اگر رعایا مفلوک الحال ہوجائے تو خزانہ میں کمی واقع ہوتی ہے جس سے سپاہ میں تفرقہ پیدا ہوتا ہے اوراس طرح اقتدار میں زوال آجاتاہے۔

سلطان مصر نے امیر تیمور کے نام پر سکہ جاری کیا تھا۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور دیگر مقامات مقدسہ میں اُس کی فرمانروائی کے خطبات پڑھے گئے اور بہت سے نامور علماء نے تیمور کو آٹھویں صدی کا مجدد بھی قرار دیا۔

مستند مؤرخین متفق ہیں کہ تیمور کا دارالسلطنت سمرقند دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ہے جسکی بنیاد ذوالقرنین کے ہاتھوں رکھی گئی۔ ایران کے قدیم باشندے قریباً چار ہزار سال قبل مسیح میں چراگاہوں کی تلاش میں پامیر سے ایران آئے اور شروع شروع میں بخارا اور سمرقند میں آباد ہوئے۔ قدیم ایرانی صوبہ سغرانیہ کا دارالسلطنت سمرقند بھی رہا۔ ۳۲۹ ق م میں سکندر اعظم نے اس پر یورش کرکے اسے تاخت و تاراج کردیا۔ اموی بادشاہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں قتیبہ بن مسلم نے ۷۱۲ء میں سمرقند پر اموی مملکت کا جھنڈا لہرایا جہاں چار گھنٹہ کی خونریز جنگ کے بعد بادشاہ خاقان کا لڑکا مارا گیااور عرب سپاہ نے منجنیقوں کے ذریعہ قلعہ پر شدید سنگ باری کی اور قلعہ کی دیوار میں شگاف کرکے سمرقند پر قابض ہوگئیں۔ سمرقند کے شہریوں کو اسلام کے نور سے منور کرنے کا سہرا حضرت معبد بن عباسؓ کے فرزند حضرت قثم کے سر ہے جو دعوت الی اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے اور اسی سرزمین میں سپردخاک ہوئے۔ ابن بطوطہ نے لکھاہے کہ مسلمانوں کے علاوہ تاتاری بھی حضرت قثم کے مزار پر آتے اور چڑھاوے چڑھاتے کیونکہ انہوں نے بھی بہت سی کرامتیں مشاہدہ کی تھیں۔ حضرت عمرابن عبدالعزیزنے اپنے عہد میں سمرقند کے حکام کواہم سڑکوں پر مسافرخانے بنانے اور دیگر سہولتیں مہیا کرنے کا حکم دیا۔

جولائی ۷۵۱ء میں ایک عرب سپہ سالار امیر زیاد بن صالح نے ترکوں اور چینیوں کی ایک مخلوط فوج کو ہز طراز کے کنارے شکست دی اور جو چینی قید ہوئے اُن میں سے بعض کاغذ بنانا جانتے تھے۔ اُن کی مدد سے سمرقند میں کاغذ بنانے کی صنعت شروع ہوئی اور یہاں سے تمام مسلم ممالک کو کاغذ مہیا کیاجانے لگا۔ ۸۱۹ء میں عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے حکم سے سمرقند ایران کی سامانی حکومت کے زیرنگیں آگیا۔

۱۲۲۰ء میں چنگیز خان نے سمرقند کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ۱۳۶۹ء میں شہنشاہ تیمور نے جب سمرقند کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا تو اس شہر کی شوکت رفتہ بحال ہونے لگی۔ اور یہ شہر جلد ہی اسلامی ثقافت کا مرکز اور تجارت کی عالمی شاہراہ بن گیا۔ تیمور نے شہر سے دریا تک کشادہ سڑکوں کا جال بچھادیا، وسیع محلات تعمیر کروائے، اردگرد کئی اضافی بستیاں آباد کیں۔ اس کے زمانہ میں شہر کی آبادی ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور سیاح اسے جنت الفردوس کانام دیتے تھے۔

۱۸؍فروری ۱۴۰۵ء کو تیمور کی وفات کے بعد بھی اُس کے جانشینوں کے دو سو سالہ دور میں سمرقند ترقی کی منازل طے کرتارہا۔ تیمور کے پوتے الغ بیگ نے یہاں ایک عظیم رصدگاہ بنوائی اور نئے آلات رصد ایجاد کئے۔ یہ شہر مدتوں علم و فضل کا گہوارہ رہااور بہت سے ارباب علم وکمال اس کی خاک سے پیدا ہوئے۔

تیمور کی پانچویں نسل میں ظہیرالدین محمد بابر جیسا تاجدار پیدا ہوا جس نے پندرہ سال کی عمر میں اپنے آباء و اجداد کے دارالخلافہ سمرقند کو فتح کرلیا لیکن جلد ہی اُس کو ناساعد حالات کی وجہ سے اقتدار سے دست کش ہونا پڑا۔ لیکن اُس نے طویل جدوجہد کرکے اپنے دشمنوں کو زیرنگیں کیااور ایک ایسی عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی جو کابل و قندھار سے لے کر جنوبی ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی۔ بابر کی ہندوستان پر قبضہ کرنے کی چار کوششیں ناکام ہوئیں۔ آخر پانچویں بار وہ دس ہزار گھوڑ سواروں کے ساتھ حملہ آور ہوااور پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دی اور ابراہیم لودھی سمیت اُس کی فوج کے سولہ ہزار سپاہی قتل کردیئے اس طرح ۲۲؍اپریل ۱۵۲۶ء کو دہلی میں داخل ہوگیا۔ ۲۶؍دسمبر ۱۵۳۰ء کو بابر کا انتقال آگرہ میں ہوااور اُسے کابل کی چمکدار ندی کے کنارے دفن کیاگیا۔

بابر کی زندگی کے آخری سال یعنی ۱۵۳۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جدامجد حضرت مرزاہادی بیگ صاحب قریباً دو سوافراد کے قافلہ کے ہمراہ سمرقند سے ہجرت کرکے وارد ہند ہوئے۔ آپ کو دربار دہلی کی طرف سے قادیان کے گردونواح کے ستر دیہات پر قاضی مقرر کیاگیا۔ آپ ہی نے اس علاقہ کے وسط میں ایک قصبے اسلام پور قاضی ماجھی کی بنیاد رکھی جو بعد میں قادیان کہلایا۔ آپ کاخاندان کئی پشتوں تک معزز عہدوں پر فائز رہا۔ چنانچہ ہندوستان کے بادشاہوں فرخ سیر غازی، محمد شاہ، شاہ عالم ثانی اور عالمگیر کے اس خاندان کے بزرگوں کے نام شاہی خطوط اور سندات تاریخ میں محفوظ ہیں۔

۱۴؍نومبر ۱۸۶۸ء کو سمرقند کی مسلم سلطنت کاچراغ روسی قبضہ کے ساتھ ہی ختم ہوگیا۔ ۱۸۷۱ء میں قدیم شہر کے مغرب میں ایک نیاشہر آباد کیاگیا۔ اشتراکی غلبہ کے بعد سمرقند جو صوبہ ازبکستان میں ہے، خاص طور پر اشتراکی یلغار کی زد میں آیا۔ ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۰ء تک سمرقند اپنے صوبہ کا دارالحکومت رہا جس کے بعد مسلم آبادی کو ناپید کرنے کی کوششیں تیز کردی گئیں اور تاشقند کو ازبکستان کا دارالحکومت قرار دیاگیا۔ سمرقند کی جامع مسجد کا مینار گراکر اس کی جگہ لینن کا مجسمہ نصب کردیاگیااور نیچے یہ عبارت درج کی گئی کہ آج سے اس مینار سے مارکس اور لینن کی آواز سنائی دے گی۔ ازبکستان کی روسی حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ ہر وہ ظلم روا رکھا جو وہ کرسکتے تھے۔ البتہ دنیا کو دکھانے کے لئے چند سال قبل امیر تیمور کی ۶۶۰ ویں برسی منائی گئی اور امیر کا مجسمہ بھی سمرقند میں نصب کرادیاگیا۔

سمرقند اور اُس کے گردونواح میں حضرت قثم بن عباسؓ، حضرت امام بخاریؒ، شیخ زندہؒ، امیر محمد طراغائی (والد تیمور) اور امیر تیمور کے مزار موجود ہیں۔ حضرت قثمؓ، بی بی خانم اور حضرت خضر کی طرف منسوب مساجد بھی موجود ہیں جبکہ شہنشاہ تیمور کا سفید محل، باغ، الغ بیگ کی رصدگاہ، چند تاریخی عمارات اور بعض مدارس بھی موجود ہیں۔ ہر مسلمان اس اجڑے دیار پر ٹوٹنے والی قیامت کے تذکرہ سے خون کے آنسو روتاہے۔

یہ تحقیقی مضمون روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۷؍نومبر ۹۹ء میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

…… ❁ …… ❁ …… ❁ ……

ماہنامہ ”مصباح“ ربوہ نومبر ۹۹ء میں شامل اشاعت مکرم چودھری علی محمد صاحب بی اے، بی ٹی کی ایک نظم سے تین اشعار ملاحظہ فرمائیں:-

آج ساقی نے ہمیں والا و شیدا کردیا
شور محشر عاشقوں کے دل میں برپا کردیا
گلشنِ یورپ میں صدیوں سے نہ آئی تھی بہار
ایک دم میں تُو نے اس کو رشکِ لالہ کردیا
دیکھ لو مغرب سے ہوتا ہے طلوعِ آفتاب
ساقیا قولِ نبی کو تُو نے سچا کر دیا

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
27/11/2000 - 03/12/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Monday 27th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.101, With Hadhrat Khalifatul Masih IV ®
01.00 Liqa Ma'al Arab Rec.11.07.95 ®
02.00 Interview: With Sahibzadi Nasira Begum Sahiba Wife of Sahibzada Mirza Mansoor Sahib
02.50 Urdu Class: Lesson No.511 ®
04.10 Learning Chinese: Lesson No.193 ®
05.00 Huzoor's Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat,
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.15
07.00 Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih
08.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.61
09.40 Urdu Class: Lesson No.511 Rec.10.07.99 ®
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian: Lesson No.99
13.00 Rencontre Avec Les Francophones Rec: 24.01.00 With Huzoor
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Homeopathy Class: Lesson No.175
16.10 *Ramadhan Programme*: Purpose of Fasting
16.25 Children's Class: Lesson No.102 Part I With Hadhrat Khalifatul Masih IV
17.00 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.25 Urdu Class: Lesson No. 512 Rec: 14.07.99
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.62
20.40 Turkish Programme: From Germany
21.10 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat with French speaking Friends ®
22.15 Rohani Khazaine: Prog.No.15/ Part 2
22.30 Homeopathy Class: Lesson No.175 ®
23.40 *Ramadhan Programme:* Purpose of Fasting

Tuesday 28th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: With Hazoor
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.62
02.15 MTA Sports: Annual Games ' Cycle Race' Majlis Ansarullah Rabwah
03.05 Learning Norwegian: Lesson No.99
03.45 Rencontre Avec Les Francophones Mulaqat with French speaking friends®
04.45 *Ramadhan Programme*: Tilawat, prog. by Dr. Zahid Khan Sb, Seerat un Nabi (saw) by Saud Ahmed Khan Sb, Pt 1
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: With Hadhrat Khalifatul Masih IV No. 102, Part I ®
07.10 Pushto Programme: F/S Rec: 06.08.99 With Pushto Translation
08.10 Rohani Khazaine: Prog.15 / Part 2 ®
09.00 Urdu Class: Lesson No.512 Rec: 14.07.99 ®
10.10 Indonesian Service: Various Programmes
11.15 *Darsul Quran* No.1 By Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30 *Ramdhan Programme*: Talk by Zaheer Ahmad Khan Sb.
13.00 Tilawat, News
13.15 Seerat un Nabi: Programme No.1 ® Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
13.45 Bengali Service: Various Items
14.45 Bengali Mulaqat: With Huzoor
15.45 Tilawat
15.55 Dars ul Hadith from Belgium
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.513
19.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.63
20.35 Norwegian Programme: Speeches from 18th Jalsa Salana Norway
21.05 *Dars ul Quran:* ®
22.30 Bengali Mulaqat: With Hazoor ®
23:30 *Ramadhan Programme:* Prog. No.1 ® Topic: Issues about Ramadhan

Wednesday 29th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Quran Pronunciation
01.05 *Dars ul Quran:* ®
02.30 Liqaa Ma'al Arab : Session No.63 ®
03.30 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
04.40 Tilawat
04.45 *Ramadhan Programme:* Talk on Ramadhan Topic: Etiquette of Sehri & Iftari, Seeatun Nabi (SAW): Prog. No.2
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.00 Swahili Programme: Seeratun Nabi (saw) Presented by Bashir Ahmad Akhtar Sb. & Maulana Jamil-ur-Rehman Rafiq Sb.
07.50 Swahili Programme: Dars ul Hadith
08.15 Tilawat
08.40 *Ramdhan Programme:* MTA Belgium
08.55 Urdu Class: Lesson No.513 Rec: 16.07.99 ®
10.10 Indonesian Service: Various Items
11.15 *Dars ul Quran:* by Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.30 Darse Hadith: By Zahir Ahmad Khan Sb.
13.00 Tilawat, News
13.45 Atfal Mulaqat: Rec:26.01.00
14.45 Bengali Programme: Various Items
15.45 Tilawat
16.05 Children's Corner: Ramadhan & Us
16.25 Seerat un Nabi (saw): Hosted by Saud Ahmad Khan Sahib
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 Urdu Class: Lesson No.514
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session no. 64
21.05 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®
22.25 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
23.25 *Ramadhan Programme* Presented by Naseer Qamar Sb.

Thursday 30th November 2000

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta
01.05 *Dars ul Quran*: By Hazoor ®
02.30 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
03.35 Liqaa Ma'al Arab: Session No.64 ®
04.35 Tilawat
04.50 *Ramadhan Programme:* No.2 ®
05.00 Seerat un Nabi(SAW): Prog. No.3
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta ®
07.25 Sindhi Programme: F/S Rec.13.05.99
07.50 Moshaira: Obaidullah Aleem Sb.1998
08.50 Urdu Class: Lesson No.514 ®
10.05 Indonesian Service: Various Items
11.15 *Dars ul Quran:* By Hazoor
13.00 Tilawat, News
13.45 Bengali Service: F/Sermon Rec: 02.09.94
14.45 Mulaqat: With Arabic Speaking Guests
15.45 Tilawat, Dars ul Hadith
16.10 *Ramadhan Programme:* MTA Belgium
16.25 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No.33
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.515
19.25 Liqa Ma'al Arab Rec: Session No.65
20.30 Moshaira: Obaidullah Aleem Sb. 1998
21.05 *Dars ul Quran:* By Hazoor
22.25 Quiz History of Ahmadiyyat No.64 Host: Faheem Ahmad Khadim Sahib
22.55 Mulaqat: With Arabic Speaking Guests ®

Friday 1st December 2000

00.05 Tilawat, News
00.30 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®
02.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.58 ®
03.10 Moshaira: Obaidullah Aleem Sb. ®
03.50 *Ramadhan Programme:* Prog. No.1
04.00 Seerat un Nabi(saw): Prog. No.4
04.55 Mulaqat: With Arabic Speaking Guests ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Corner: Quran Pronunciation ®
07.20 Quiz; History of Ahmadiyyat No.64 ®
07.50 Saraiky Programme: F/S Rec: 04.02.00 With Siraiky Translation
08.45 Talk:With Advocate Mujeebur Rehman Sb
09.35 Urdu Class: Lesson No.515 ®
10.50 Indonesian Service: Tilawat, Malfoozat
11.20 Bengali Service: Various items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon:
14.0 Documentary: 'Wadi-e-Kaghaan'
14.45 Majlis-e-Irfan: With Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.45 Tilawat
15.50 Friday Sermon: From London ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No.516
19.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.66
20.50 Speech: Jalsa/Salana U.K 2000 by Ibrahim Noonan Sb.
21.20 Documentary: 'Wadi-e-Kaghaan' ®
22.40 *Ramadhan Programme:* No.1 ®
22.55 Majlis-e-Irfan with Huzoor: ®

Saturday 2nd December 2000

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.33, Part I ® Produced by MTA Canada
01.15 Friday Sermon: ®
02.15 Liqaa Ma'al Arab: Session No.66
03.15 Majlis Irfan: With Hazoor®
04.20 Tilawat
04.30 *Ramadhan Programme:* A Discussion
04.45 Seetaun Nabi (saw): Prog. No.5
05.20 Computers for Everyone: Part 75
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Corner: Class No.33 Part 1 Presentation MTA Canada
07.25 MTA Mauritius: Variety Programme
08.00 Tilawat
08.25 Documentary: Visit to 'Niltar'
08.50 Urdu Class: Lesson No.509 ®
10.05 Indonesian Service: Various Items
11.15 *Dars ul Quran:* By Hazoor
13.05 Tilawat, News
13.30 Seerat-Un- Nabi (saw): Prog. No.5
13.45 Bengali Service: Various Items
14.45 German Mulaqat: By Hadhrat Khalifatul Masih IV
15.45 Tilawat, Dars ul Hadith
16.20 Quiz Khutabat-e-Imam. From 4th& 11th March Khutbas
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.517
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.69
20.30 Arabic Programme: Tafseer-ul-Kabir
21.00 *Dars ul Quran:* By Hazoor
22.15 Documentary: A Visit to Nitlar ®
22.40 *Ramadhan Programme:* Discussion ®
22.55 German Mulaqat: ®

Sunday 3rd December 2000

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat-e-Iman
01.05 *Dars ul Quran:* By Hazoor ®
02.25 Canadian Horizons: Children's Class No.57
03.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.69 ®
04.40 *Ramadhan Programme:* Discussion ® Dars ul Hadith, seerat un Nabi (saw)
06.05 Tilawat, News,
07.05 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.20 German Mulaqat: ®
08.20 Chinese Programme: Part 16
09.00 Urdu Class: Lesson No.517 ®
10.05 Indonesian Service: Various Programmes
11.15 *Dars ul Quran:* By Hazoor
13.00 Tilawat, News
13.45 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.25 Bengali Service: Various Programmes
14.45 Friday Sermon: ®
15.45 Tilawat, Dars ul Hadith
16.25 Children's Class: No.102 Final Part
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.518
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.70
20.35 MTA USA: Messiah 2000 Zion City Conference, Part 2
21.15 *Dars ul Quran:* By Hazoor
22.30 *Ramadhan Programme:* Dars, Talk, more..
22.45 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, November 24, 2000 | Issue No. 47

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُر شوکت تحریکِ دعا

سرورِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے خلیفۂ رابع امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ نے اپنے فرزند اکبر حضرت امام حسنؓ کے نام، معرکہ صفین اور عہدنامہ پردستخط (۱۳/۳۱گست ۳۷ھ) کے بعد دارالخلافہ کوفہ میں رونق افروز ہو کرایک اہم وصیت فرمائی جس کا مکمل متن الشریف المرتضیٰ الحسینی (متوفی ۱۰۴۴ء) نے ''نہج البلاغہ''میں محفوظ کر دیا ہے۔اس کتاب کاایک نہایت عمدہ ایڈیشن بیروت کے ادارہ ''دارالکتاب اللبنانی'' نے ۱۹۸۲ءمیں شائع کیاہے جس کے ساتھ لبنان یونیورسٹی کے پروفیسر اسلامیات الدکتور صبحی الصالح نے تحقیقی مقدمہ اور مفصل و جامع اشاریہ شامل کر کے اس کی افادیت کو چار چاند لگادئے ہیں۔ اس ایڈیشن کے صفحات ۳۹۱ تا ۴۰۶ میں مذکورہ تاریخی وصیت درج ہے جس کے ایک حصہ کا اردو ترجمہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتاہے۔اس میں حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت پر شوکت انداز میں انابت الی اللہ اور دعاؤں میں ہر لحظہ منہمک رہنے کی زبردست تحریک فرمائی ہے۔فرماتے ہیں:

''یقین کرو جس کے دست تصرف میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں، اس نے مانگنے کی اجازت دے دی ہے اور قبول کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ اس نے کہامانگ، مل جائے گا۔رحم کی التجا کر، رحم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اور تیرے درمیان حاجب کھڑے نہیں کئے جو تجھے اس کے حضور پہنچنے سے روکیں، نہ سفارشیوں ہی کا تجھے محتاج بنایاہے جو اس کے سامنے تیری سفارش کرے۔ تیری توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی تجھے نہ محروم کرتاہے نہ تجھ سے انتقام لیتاہے اور جب تو دوبارہ اس کی طرف رجوع کرتاہے تو وہ نہ تجھ پر طعنہ زن ہوتاہے نہ تیری پردہ دری کرتاہے۔ حالانکہ تو اس کا مستحق ہوتاہے۔وہ توبہ کو قبول کرنے میں حجت نہیں کرتا۔ اپنی رحمت سے مایوس ہونے نہیں دیتابلکہ اس نے توبہ کو نیکی قرار دیاہے۔ ایک بدی کو وہ بزرگ وبرتر ایک ہی گنتاہے مگرایک نیکی کو دس شمار کرتاہے۔اس نے توبہ کادروازہ کھول رکھاہے۔ وہ تیری پکار سنتاہے۔ تیری مناجات پر کان دھرتاہے۔ تو اس سے مرادیں مانگتاہے،دل کی حالت بیان کرتاہے، اپنی بپتا سناتاہے، اپنی مصیبتوں کی فریاد کرتاہے، اپنی مشکلوں میں مدد مانگتاہے، تو اس سے عمر کی درازی، جسم کی تندرستی ،رزق کی کشادگی چاہتاہے۔اور اس کے رحمت کے ایسے ایسے خزانے طلب کرتاہے جو اس کے سوا کوئی اور دے نہیں سکتا۔

غور کر ،اس نے طلب کی اجازت، دے کر اپنی رحمت کے خزانوں کی کنجیاں تیرے حوالے کردی ہیں۔توجب چاہے دعا کر کے اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوالے،رحمتوں کا مینہ برسوالے، لیکن اگراجابت دعا میں دیر ہو تو مایوس نہ ہو کیونکہ قبول دعا کا مدار نیت کی صحت پر ہے۔ کبھی اجابت دعا میں اس لئے دیر ہوتی ہے کہ سائل کو زیادہ ثواب ملے، امیدوار کو زیادہ بخشش دی جائے۔

ایسا بھی ہوتاہے کہ سوالی مانگتاہے اور محروم رہتاہے مگر جلد یا بدیر طلب سے زیادہ اسے دے دیا جاتاہے یا پھر محرومی ہی اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کتنی مرادیں ایسی ہیں کہ پوری ہو جائیں تو انسان کی عاقبت برباد ہو جائے۔ پس تیری دعا انہی باتوں کے لئے ہو جو تیرے لئے سود مند ہیں اور جو نقصان دہ ہیں وہ دور رہیں۔ سن لے، مال و دولت بُری چیز ہے۔مال تیرے لئے ہے تُو مال کے لئے نہیں ہے۔

فرزند! تُو آخرت کے لئے پیدا ہوا ہے نہ کہ دنیا کے لئے۔ فنا کے لئے بنا ہے نہ کہ بقا کے لئے۔ تُو ایک ایسے مقام میں ہے جو ڈانواڈول ہے اور تیری تیاری کرنے کی جگہ۔ یہ محض آخرت کا راستہ ہے۔ موت تیرے تعاقب میں لگی ہوتی ہے تو لاکھ بھاگے بچ نہیں سکتا۔ ایک نہ ایک دن تجھے شکار ہو ہی جاناہے،لہٰذا ہوشیار رہ کہ موت ایسی حالت میں نہ آجائے کہ تو ابھی توبہ وانابت کی فکر ہی میں ہو اور وہ درمیان میں حائل ہو جائے۔

☆......☆......☆

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

دنیا بھر میں احمدیہ مساجد کی تعمیر

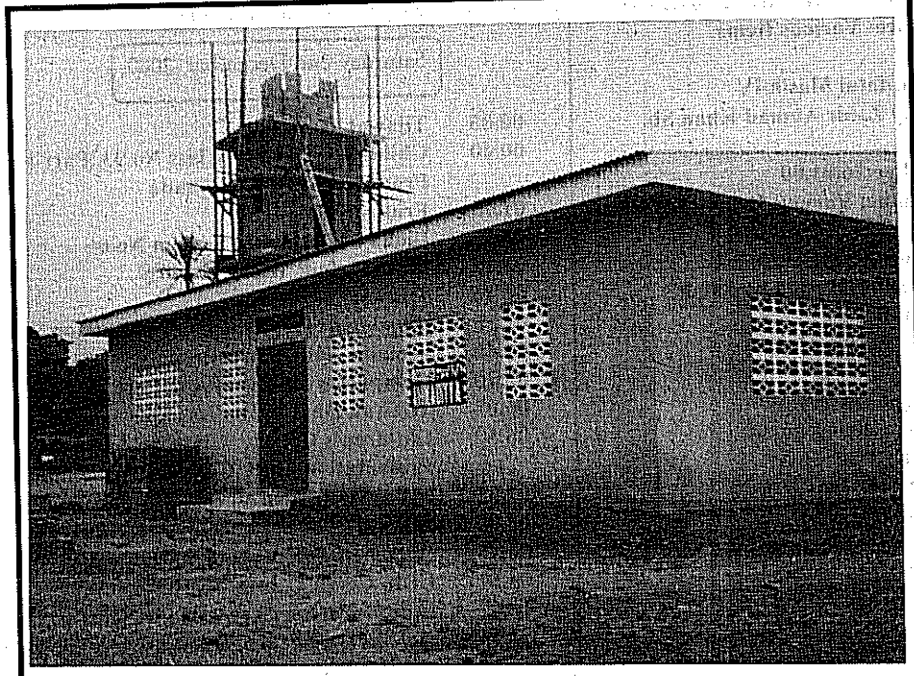

گاؤں کانام: Yern Kesso

ملک: آئیوری کوسٹ (Ivory Coast)

یہ گاؤں Stama Sokoura سے بارہ کلومیٹر کے فاصلے پرواقع ہے۔اس کی آبادی ۶۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔

تعمیر مسجد سے قبل احمدیت کو دوسری اسلامی تنظیموں کی طرح سے تصور کیا جاتا تھا لیکن آغاز تعمیر کے وقت سب مرد وزن، بوڑھے، بچے، جوان سب جمع ہو کر روایتی مگر بہت پرخلوص انداز میں مشکور نظر آنے لگے۔اور وہ نوجوان جو چھوٹی چھوٹی خدمات کے لئے اجر طلب کرتے یا توقع کرتے تھے اب جوش اور ولولہ کے ساتھ اپنی مصروفیات کو پس پشت ڈال کر بھی مسجد کی تعمیر میں رضاکارانہ مصروف عمل ہو گئے۔ اور بعض نے تو برملا کہنا شروع کر دیا۔ واقعتاً مہدی کا وقت آچکاہے اور یقیناً مرزا غلام احمد ہی مہدی اور مسیح ہیں کیونکہ دینی مصروفیات کے لئے جو جوش ہم محسوس کر رہے ہیں وہ غیر معمولی ہے۔ہماری مسجد کی تعمیر کے ذمہ دار دوست کا بیان ہے کہ لوگوں کا یہ جوش دیکھتے ہوئے خود میری کیفیت عجیب تھی۔ عجیب سا سرور تھا جو ڈھیروں دولت کے مقابل بھی کسی کو نہ مل سکتا تھا۔ قریباً ۵۱ لاکھ فرانک سی ایف کے خرچ سے اب یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوبصورت مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔

پاکستانی عدلیہ اور اسلم ڈوگر صاحب کی ہر پاکستانی سے ایک دردمندانہ التجا

جناب اسلم ڈوگر صاحب پاکستانی صحافت میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ آپ روزنامہ ''دن'' ۲۵/ستمبر ۲۰۰۰ء میں ''اپنے آپ سے ایک سوال'' کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے وطن عزیز میں تمام حکمرانوں نے برسر اقتدار آنے کے بعد جس شعبہ کو سب سے پہلے فتح کرنے کی کوشش کی وہ ہے عدلیہ۔...... جنرل محمد ضیاء الحق برسر اقتدار آئے۔وہ افغان قوم کو تو انصاف دلانے کے چیمپئن بننا چاہتے تھے لیکن اپنے ملک میں سیاسی مخالفین کو پھانسیاں دیں۔ شاہی قلعہ کی کال کوٹھڑی میں بند کر کے اذیتیں دی گئیں۔ غرض ایک پوری نسل کو تاریکی کے گڑھے میں گرادیا گیا...... جہاں مظالم کی یہ تاریخ رہی ہو اور اس میں انصاف فراہم کرنے والا ادارہ بھی حکمرانوں کے

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بلشرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کرر کھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔